سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

(جمعۃ المبارک 20، سوموار 23، منگل 24، بدھ 25، جمعرات 26۔ مئی 2016)
(یوم الجمع 12، یوم الاثنین 15، یوم الثلاثہ 16، یوم الاربعاء 17، یوم الخمیس 18۔ شعبان المعظم 1437ھ)

سولھویں اسمبلی: اکیسواں اجلاس

جلد 21 (حصہ سوم): شمارہ جات : 11 تا 15

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

اکیسواں اجلاس

جمعۃ المبارک،20۔ مئی 2016

جلد 21:شمارہ 11

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	843
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	845
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ	846
	سوالات (محکمہ جات امداد باہمی، ہائر ایجوکیشن اور آبکاری ومحصولات)	
4۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	847
5۔	غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	871

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
6۔	مسودہ قانون (ترمیم) ڈرگز پنجاب 2015	
	مسودہ قانون (دوسری ترمیم) ڈرگز پنجاب 2015	
	مسودہ قانون (ترمیم) فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015،	
	مسودہ قانون ممانعت شیشہ نوشی 2014 اور	
	سروسز ہسپتال میں غیر قانونی بھرتیوں کے حوالے سے	
	پوائنٹ آف آرڈر پر مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں	
	ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع -----------	878
7۔	مسودہ قانون (ترمیم) قیام امن عامہ پنجاب 2016، آرڈیننس (ریلیف و بحالی)	
	دہشت گردی سے متاثرہ سویلین پنجاب 2016 مجلس قائمہ برائے امور داخلہ	
	کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع -----------	880
	پوائنٹ آف آرڈر	
8۔	گجرات میں مسیحیوں کو مسائل اور مشکلات کا سامنا -----------	881
	تحاریک استحقاق	
9۔	تحریک التوائے کار نمبر 830/15 کے حوالے سے محکمہ ہائر ایجوکیشن	
	کی جانب سے غلط جواب کی فراہمی (---جاری) -----------	884
	تحاریک التوائے کار	
10۔	محکمہ اوقاف سرکل خانپور موضع گلانی میں ایک ارب روپے مالیتی رقبہ	
	کو عملہ کی ملی بھگت سے آدھی قیمت پر فروخت کرنے کا انکشاف -----------	885
11۔	پی پی۔26 علاقہ پہاڑ میں بھیڑ بکریاں پالنے والوں کو ڈی ایف او جہلم	
	کی جانب سے کسی خاص مقصد کے لئے بکریاں چرانے سے منع کرنا -----------	886
12۔	پنجاب کی جیلوں میں عملہ کی جانب سے قیدیوں کو موبائل فون	
	کی سہولت فراہم کرنے کا انکشاف -----------	887

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
13۔	گورنمنٹ نواز شریف ہسپتال یکی گیٹ لاہور کے ڈاکٹرز اور عملہ کے ناروا سلوک سے مریضوں اور لواحقین کو پریشانی کا سامنا (۔۔۔جاری)	------------	888
14۔	ٹیچنگ ہسپتالوں کی طرف سے ناجائز فیسوں کی مد میں مریضوں اور سٹوڈنٹس سے کروڑوں روپے بٹورنے کا انکشاف (۔۔۔جاری)	------------	889
15۔	سرکاری ہسپتالوں میں ڈائیلسز کے یونٹس کم ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا (۔۔۔جاری)	------------	889
16۔	لاہور میں عطائی ڈاکٹروں کی بھرمار (۔۔۔جاری)	------------	890
17۔	ڈسکہ سول ہسپتال میں کتے کے کاٹنے اور سانپ کے ڈسنے کی ویکسین وادویات نایاب (۔۔۔جاری)	------------	897
	سرکاری کارروائی		
	بحث		
18۔	پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی لاہور کی سالانہ رپورٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث (۔۔۔جاری)	------------	902
19۔	قواعد کی معطلی کی تحریک	------------	908
	قرارداد		
20۔	معزز ایوان کا لاء انفورسنگ ایجنسیز کی کامیابیوں پر افسروں اور جوانوں کو خراج تحسین پیش کرنا	------------	909
	بحث		
21۔	پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی لاہور کی سالانہ رپورٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث (۔۔۔جاری)	------------	915
	سوموار، 23۔ مئی 2016		
	جلد 21: شمارہ 12		
22۔	ایجنڈا	------------	925

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
23۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	927
24۔	نعت رسول مقبول ﷺ	------------	928
	سوالات (محکمہ جات مال و کالونیز)		
25۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	------------	929
26۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------	955
27۔	غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	------------	960
	تحاریک التوائے کار		
28۔	قصور میں کم عمر بچوں میں صمد بونڈ کے نشہ کا تیزی سے پھیلنے کا انکشاف (۔۔۔جاری)	------------	980
29۔	لاہور اور پنجاب میں پان شاپس پر انتہائی خطرناک مجموعہ منشیات قوام اور گٹکے کی سرعام فروخت کا انکشاف (۔۔۔جاری)	------------	980
30۔	لاہور میں اربوں روپے فراڈ کی بنیاد پر محکمہ مال کا اربن پٹوار سرکل کا ریونیو ریکارڈ غائب کروانے کا انکشاف (۔۔۔جاری)	------------	981
31۔	منشیات کی لعنت تعلیمی اداروں تک پہنچنے کا انکشاف (۔۔۔جاری)	------------	982
32۔	فیصل آباد و صوبہ کے دیگر ہسپتالوں کو زکوٰۃ و عشر کی جانب سے کروڑوں روپے جاری نہ کرنے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا (۔۔۔جاری)	------------	983
33۔	درسی کتب عربی میں شائع ہونے والی احادیث اور آیات میں غلطیوں کی نشاندہی (۔۔۔جاری)	------------	983
34۔	محکمہ اوقاف سرکل خانپور موضع گلانی میں ایک ارب روپے مالیتی رقبہ کو عملہ کی ملی بھگت سے آدھی قیمت پر فروخت کرنے کا انکشاف (۔۔۔جاری)	------------	984
35۔	صوبہ میں ڈیروں اور گھروں میں لاکھوں لٹر شراب بنانے کا انکشاف (۔۔۔جاری)	------------	985
	توجہ دلاؤ نوٹس		
36۔	(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا)	------------	986

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
37۔	گندم کی خریداری پر عام بحث ------------	987
38۔	قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	1002
	قرارداد	
39۔	ڈرون حملوں سے پاکستان کی سالمیت کو خطرہ اور پابندی کا مطالبہ ------------	1003
40۔	گندم کی خریداری پر عام بحث (---جاری) ------------	1004
	زیر و آر	
41۔	پرائیویٹ سکولوں کا موسم گرما کی چھٹیوں میں طالب علموں سے فیس کے ساتھ اے سی چارجز بھی وصول کرنا ------------	1010
42۔	فیصل آباد میں آبادی کے لحاظ سے پولیس نفری میں اضافے کا مطالبہ ------------	1013
43۔	وزیراعظم کے کسان پیکج اعلان کے مطابق فیصل آباد کے اکثر محروم کسانوں کو بھی مالی امداد دینے کا مطالبہ ------------	1015
44۔	بہار کالونی لاہور میں پینے کے صاف پانی کی فراہمی ------------	1017
45۔	سروسز ہسپتال کے عملے کو چھ ماہ کی تنخواہ دلانے کا مطالبہ ------------	1018
46۔	ننکانہ صاحب میں متروکہ وقف املاک کی دکانوں اور گھروں کو مسمار کرنا------------	1019
	منگل، 24۔ مئی 2016	
	جلد 21: شمارہ 13	
47۔	ایجنڈا ------------	1027
48۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	1029
49۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	1030

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ)	
50۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	1031
51۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	1073
52۔	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	1088
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
53۔	ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ لاہور کے معاملے پر نشان زدہ سوالات نمبر 269 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	1097
54۔	مسودہ قانون بھٹہ خشت پر چائلڈ لیبر کی ممانعت پنجاب 2016 اور نشان زدہ سوال نمبر 6302 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	1098
55۔	تحاریک التوائے کار نمبر 14/1199، 15/839 اور 15/1093 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	1099
	تعزیت	
56۔	محسن پاکستان نواب صادق خان (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت ------------	1100
57۔	ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت ------------	1102
	تحاریک التوائے کار	
58۔	ادویات کی مارکیٹ میں مصنوعی قلت ------------	1108
59۔	نیشنل ٹی بی کنٹرول پروگرام کی زائد المیعاد ادویات کو فروخت کرنے کا انکشاف (۔۔۔جاری) ------------	1110
60۔	صوبہ کے سرکاری ہسپتالوں میں وینٹی لیٹرز کی قلت کی وجہ سے اموات میں اضافہ (۔۔۔جاری) ------------	1111

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
61۔	منرل واٹر کے نام پر زہر آلود اور مضر صحت پانی کے فروخت کا انکشاف (۔۔۔ جاری) ------------	1111
62۔	حلقہ پی پی۔222 میں عملہ کی ملی بھگت سے قطب شہانہ پل کی تعمیر کا رخ تبدیل کرنے سے متعدد دیہات دریا برد ہونے کا خدشہ ------------	1113
63۔	اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور بغداد کیمپس کی تعمیر کا ٹھیکہ دگنا ریٹ سے بھی زیادہ دینے کا انکشاف ------------	1114
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
64۔	مسودہ قانون متعارف کرانے کے لئے اجازت کی تحریک ------------	1116
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
65۔	مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات 2016 ------------	1116
	قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
66۔	بنگلہ دیش میں پاکستان کی محبت میں پھانسی پاکر شہید ہونے والوں کو نشان پاکستان دینے کا مطالبہ ------------	1117
67۔	صوبہ کے خصوصی بچوں کے لئے یونیورسٹی کے قیام کا مطالبہ ------------	1118
68۔	پنجاب بھر کے الحاق یا منظور شدہ تعلیمی اداروں میں تعلیمی سال کا آغاز گورنمنٹ کے شیڈول کے مطابق کرنے کا مطالبہ ------------	1118
69۔	غیر قانونی لکی کمیٹیوں کے خلاف سخت کارروائی کا مطالبہ ------------	1120
70۔	روزمرہ استعمال کی اشیاء کی قیمتوں میں اضافے کو واپس لینے کا مطالبہ ------------	1120
	پوائنٹ آف آرڈر	
71۔	پنجاب میں اسلحہ لائسنس پر پابندی ہٹانے کا مطالبہ ------------	1122
72۔	قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	1123
	قرارداد	
73۔	پاکستان پر امریکی ڈرون حملوں کے اعلان کی شدید مذمت ------------	1125

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	زیرو آور نوٹس	
74۔	لاہور کے علاقہ سلطانکے میں گورنمنٹ سکول کے بچے زمین پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے پر مجبور (۔۔۔جاری) ------------	1131
75۔	لاہور کے متعدد ہسپتالوں کے ائیر کنڈیشنز خراب ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا (۔۔۔جاری) ------------	1132
76۔	پرائیویٹ سکولوں کا موسم گرما کی چھٹیوں میں طالبعلموں سے فیس کے ساتھ اے سی چارجز بھی وصول کرنا (۔۔۔جاری) ------------	1135
77۔	انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی اور چلڈرن ہسپتال فیصل آباد میں سپیشلسٹ ڈاکٹرز اور دیگر سہولیات کی کمی کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا ------------	1135
78۔	قصور کے ہسپتالوں میں ڈاکٹرز و دیگر سہولیات ناکافی ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا ------------	1136
79۔	قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	1137
	قرارداد	
80۔	صوبائی دارالحکومت لاہور میں زیر تکمیل اورنج لائن ٹرین منصوبے پر ایوان کا مسرت و اطمینان کا اظہار ------------	1137
	بدھ، 25۔ مئی 2016	
	جلد 21: شمارہ 14	
81۔	ایجنڈا ------------	1163
82۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	1165
83۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	1166
	سوالات (محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن)	
84۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	1167
85۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	1204

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
86۔	غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	1206
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
87۔	مسودہ قانون (دوسری ترمیم) ڈرگز پنجاب 2015 اور مسودہ قانون (ترمیم) فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	1208
	تحاریک التوائے کار	
88۔	گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی رسول کو یونیورسٹی کا درجہ دینے کے بعد ڈاؤن گریڈ کرنے سے طلباء کو پریشانی کا سامنا ------------	1209
89۔	پنجاب میں گندم کی خریداری سست روی کا شکار ہونے سے کاشتکاروں کو پریشانی کا سامنا ------------	1210
90۔	گورنمنٹ ماڈل ٹاؤن ہسپتال لاہور کو سوسائٹی کی تحویل میں دینے سے ہزاروں مریض علاج معالجے سے محروم ------------	1211
91۔	لاہور میں رمضان المبارک کی آمد سے قبل ہی گوشت کی قیمتوں میں بے جا اضافہ ------------	1212
92۔	گوجرانوالہ میڈیکل سٹوروں پر قوت بخش ادویات، ممنوعہ فوڈ سپلیمنٹ اور انجکشن کی سرعام فروخت ------------	1213
93۔	لاہور ترقیاتی منصوبوں میں پانچ کروڑ روپے کی کرپشن کا انکشاف ------------	1215
94۔	باب پاکستان لاہور کے منصوبے کے ایک حصہ کو کمرشلائز کرنے اور ڈیزائن تبدیل کرنے کا انکشاف ------------	1216
95۔	نشتر انسٹیٹیوٹ آف ڈینٹسٹری ملتان سے فارغ التحصیل سولہ طلباء ہاؤس جاب سے محروم ------------	1218
96۔	کورم کی نشاندہی ------------	1219

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
97۔	پنشن فنڈ پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال 11-2010 اور 12-2011 پر عام بحث ------------	1219
	تعزیت	
98۔	سابق ممبر پنجاب اسمبلی اور ایم این اے نوابزادہ راجہ اقبال مہدی کی وفات پر دعائے مغفرت ------------	1231
99۔	پنشن فنڈ پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال 11-2010 اور 12-2011 پر عام بحث (---جاری) ------------	1231
100۔	کورم کی نشاندہی ------------	1235
101۔	پنشن فنڈ پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال 11-2010 اور 12-2011 پر عام بحث (---جاری) ------------	1237
102۔	کورم کی نشاندہی ------------	1254
	جمعرات، 26۔ مئی 2016	
	جلد 21: شمارہ 15	
103۔	ایجنڈا ------------	1257
104۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	1259
105۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	1260
	سوالات (محکمہ جات مواصلات و تعمیرات، قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور اور خوراک)	
106۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	1261
107۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	1291
108۔	غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	1293

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
109۔	مسودہ قانون (چوتھی ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب 2016 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	1305
	تحاریک التوائے کار	
110۔	گوجرانوالہ میں پرائس کنٹرول کمیٹیوں کی ناکامی ------------	1306
111۔	لاہور کے تدریسی ہسپتالوں میں جان بچانے والی متعدد ادویات نایاب ------------	1308
	توجہ دلاؤ نوٹس	
112۔	لاہور: تھانہ اسلام پورہ کی حدود میں ہاشم نامی شہری کی ہلاکت سے متعلقہ تفصیلات ------------	1309
113۔	کورم کی نشاندہی ------------	1309
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
114۔	مسودہ قانون پولٹری پروڈکشن پنجاب 2016 ------------	1310
115۔	قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	1311
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
116۔	مسودہ قانون (ترمیم) ڈرگز پنجاب 2015 ------------	1312
117۔	قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	1314
118۔	مسودہ قانون (ترمیم) فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015 ------------	1315
119۔	کورم کی نشاندہی ------------	1317
120۔	مسودہ قانون (ترمیم) فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015 (---جاری) ------------	1317

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	زیرو آور	
121۔	جھنگ سے شور کوٹ روڈ بائی پاس کا روٹ تبدیل کرنے سے سرکاری خزانہ کو کروڑوں روپے کا نقصان (۔۔۔ جاری) ------------	1325
122۔	ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لئے صاف پانی کی سکیم فیز۔I میں تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ کو نظرانداز کرنا ------------	1326
123۔	گوجرانوالہ میں کیمیکلز سے تیار دودھ کی فروخت کا انکشاف ------------	1327
	پوائنٹ آف آرڈر	
124۔	اسمبلی ملازمین کے حوالے سے پنجاب اسمبلی کی فنانس کمیٹی کی میٹنگ میں کئے گئے فیصلوں پر عملدرآمد کا مطالبہ ------------	1328
125۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ------------	1329
126۔	انڈکس	

843

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 20۔ مئی 2016

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات امداد باہمی، ہائر ایجوکیشن اور آبکاری و محصولات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

عام بحث

پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی لاہور کی سالانہ رپورٹ برائے سال 14-2013 پر بحث جاری رہے گی۔

844

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا اکیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 20۔ مئی 2016

(یوم الجمع، 12۔ شعبان المعظم 1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 5 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا
إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٣﴾
وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ
فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ﴿٣٤﴾
وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ
عَظِيمٍ ﴿٣٥﴾

سورة حٰمٓ السجدة 33 تا 35

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں (33) اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی گویا وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے (34) اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں۔ اور اُن ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں (35)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

لوگ تو گرا کے خوش ہوئے
مصطفٰے اٹھا کے خوش ہوئے
خانہء خدا سے مصطفٰے
سارے بُت گرا کے خوش ہوئے
ابوبکر نبی کے دین پر
سارا گھر لُٹا کے خوش ہوئے
پیارے مصطفٰے حسین کو
کاندھوں پر بٹھا کے خوش ہوئے
بے سہارا اور یتیم کو
وہ گلے لگا کے خوش ہوئے

سوالات

(محکمہ جات امداد باہمی، ہائر ایجوکیشن اور آبکاری و محصولات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات امداد باہمی، ہائر ایجوکیشن اور آبکاری و محصولات کے سوالات ہیں۔ محکمہ امداد باہمی کے بارے میں منسٹر صاحب کی request تھی کہ ان سوالات کو اگلی باری تک کے لئے pending کر دیا جائے۔ اب ہائر ایجوکیشن اور آبکاری اور محصولات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلے سوال کو چھوڑ دیا جائے۔ اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے سوال کا نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6257 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جی سی یونیورسٹی فیصل آباد کے شعبہ جات سے متعلقہ تفصیلات

*6257: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جی سی یونیورسٹی فیصل آباد میں کتنے شعبہ جات کام کر رہے ہیں اور کتنے شعبہ جات میں طلباء کو داخلہ دیا جا رہا ہے؟

(ب) جی سی یونیورسٹی فیصل آباد میں فیکلٹیز کے کتنے ڈین ہیں؟

(ج) ہر شعبہ میں طلباء اور اساتذہ کی تعداد کیا ہے ہر شعبہ کے اساتذہ کی مع تعلیمی قابلیت تفصیلات فراہم کی جائیں نیز یہ بھی بتایا جائے کتنے اساتذہ یونیورسٹی کے مستقل ملازم ہیں اور کتنے عارضی اور کتنے جزوقتی خدمات فراہم کر رہے ہیں؟

(د) کیا گورنمنٹ رولز کے مطابق گورنمنٹ کے کسی محکمہ کا ملازم بیک وقت دو اداروں یا محکمہ جات سے تنخواہ یا معاوضہ وصول کر سکتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) جی سی یونیورسٹی فیصل آباد میں 37 شعبہ جات کام کر رہے ہیں اور ہر شعبہ میں طلباء کو داخلہ دیا جا رہا ہے۔

(ب) جی سی یونیورسٹی فیصل آباد میں 6 فیکلٹیز ہیں جن میں سے 4 فیکلٹیز کے ڈین گورنر / چانسلر سے منظوری کے بعد تعینات کئے گئے ہیں۔

(ج) ہر شعبہ میں طلبا اور اساتذہ کی تعداد اساتذہ کی تعلیمی قابلیت، یونیورسٹی کے مستقل اور عارضی ملازمین کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) گورنمنٹ رولز کے مطابق گورنمنٹ کے کسی محکمہ کا ملازم بیک وقت دو اداروں یا محکمہ جات سے تنخواہ یا معاوضہ وصول نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے پوچھا کہ جی سی یونیورسٹی فیصل آباد میں فیکلٹی کے کتنے ڈین ہیں؟ بتایا گیا ہے کہ چھ فیکلٹیز ہیں، چار فیکلٹیز کے ڈین چانسلر کی منظوری سے تعینات ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ دو کیوں نہیں تعینات کئے گئے، کیوں منظوری نہیں لی گئی اور یہ کب سے خالی چلے آ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس میں یہ بتانا چاہوں گی کہ ابھی جو موجودہ صورتحال ہے اس میں پانچ ڈین تعینات ہو چکے ہیں اور ایک رہ گیا ہے ان کا ایڈیشنل چارج اس وقت وائس چانسلر صاحب کے پاس ہے۔

جناب سپیکر: جی، جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز (ج) میں ہر شعبہ میں طلباء اور اساتذہ کی تعداد، اساتذہ کی تعلیمی قابلیت، یونیورسٹی کے مستقل اور عارضی ملازمین کی تفصیل پوچھی ہے چونکہ ابھی میرے پاس سوال آیا ہے میں پوری تفصیل تو نہیں پڑھ سکا، جو میں نے موٹی موٹی دیکھی ہے۔۔

جناب سپیکر: آپ پہلے آکر دیکھ لیتے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہی ہم گزارش کرتے ہیں کہ اگر ایک دن پہلے ایجنڈا دے دیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، اس طرح نہیں ہوگا آپ rules کے مطابق چلیں، مہربانی۔ آپ اگر 9:00 بجے تشریف لے آتے تو یقیناً آپ کو سب کچھ مل جاتا۔ آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کر رہا ہوں آج صرف تین چار سوال ہیں اس میں تو آپ ذرا تفصیل سے سوال کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: آرام، آرام سے کر لیتے ہیں کوئی جلدی نہیں ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! آرٹس اینڈ سوشل سائنسز ڈیپارٹمنٹ ہے۔ اس میں اکنامکس میں 250 سٹوڈنٹس ہیں، کالج آف لاء میں 299 ہیں، ایک میں 406 ہیں، ایک میں 355 ہیں، ایک میں 321 ہیں، ایک میں 364 ہیں اور یہ متعدد ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک شعبے میں جو تعداد ہے ان کی کتنی کلاسز کی bifurcation کی گئی، یہ سٹوڈنٹس ایک کلاس میں بیٹھتے ہیں یا ان کے سیکشن بنائے گئے ہیں اگر بنائے گئے ہیں تو کتنے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! ان کو sections میں divide کیا جاتا ہے اور ایک کلاس میں 60 maximum students تک ہوتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ on the floor of the House بات کر رہی ہیں۔ Ground reality یہ ہے کہ ڈیڑھ ڈیڑھ سو سٹوڈنٹ کلاس میں بیٹھا ہے۔ جو سٹوڈنٹ پیچھے بیٹھا ہے اس کو ٹیچر کی آواز آتی ہے نہ وائٹ بورڈ نظر آتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ last time بھی میں نے اس پر بات کی تھی کہ پبلک سیکٹر کی یونیورسٹیوں میں بچوں کے ساتھ کھلواڑ ہو رہا ہے۔ وہاں ایک کلاس میں ڈیڑھ ڈیڑھ سو سٹوڈنٹس، دو دو سو سٹوڈنٹس کو بٹھا کر صرف پیسے اکٹھے کئے جا رہے ہیں اور سٹوڈنٹس کے پلے کوئی چیز نہیں پڑ رہی ہے۔ ہائر ایجوکیشن کی yardstick کو follow نہیں کیا جا رہا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے on the floor of the House جو کہا ہے اس کو دوبارہ revise کر دیں اور پھر میں انہیں ساتھ لے جاتا ہوں۔ ایگریکلچر یونیورسٹی، جی سی یونیورسٹی یا جس یونیورسٹی میں یہ کہتی ہیں میں انہیں لے جاتا ہوں وہاں ڈیڑھ ڈیڑھ سو بچوں کی کلاس بیٹھی ہے اور بچے باہر آ کر پیٹتے ہیں۔ اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے کہ جب NTS کا ٹیسٹ ہوتا ہے جو ایک میٹرک کے بچے کو پاس کرنا چاہئے اس میں پی ایچ ڈی، ایم فل فیل ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس بارے میں یا تو محکمے سے انفارمیشن لے لیں یا اس کو کمیٹی میں بھجوائیں تا کہ وہاں جا کر اس کا نتارا ہو۔ جو ہماری quality of education کا بیڑا غرق ہو

رہا ہے وہ انہی وجوہات کی بنیاد پر ہو رہا ہے کہ نہ انہیں required qualification کے اساتذہ میسر ہیں اور کلاسوں میں سٹوڈنٹس کی سینکڑوں میں تعداد ہے۔ یونیورسٹیوں میں ایم فل کی کلاس میں 45,40 سٹوڈنٹس سے زیادہ کا داخلہ کبھی نہیں ہوتا تھا یہ پچھلے تین چار سال سے کام شروع ہوا ہے کہ ایک کلاس میں اڑھائی، اڑھائی سو سٹوڈنٹس ہیں اور سیکنڈ ڈویژن کے حامل سٹوڈنٹس کو داخلے مل جاتے ہیں اور وہ ڈگری لے کر باہر آ جاتے ہیں۔ ان کو آتا جاتا کچھ نہیں ہوتا اور باہر پھر ہمارا مذاق اڑتا ہے کہ یہ پی ایچ ڈی، ایم فل فارغ پھر رہے ہیں۔ بنیادی طور پر ان کے پاس جو knowledge ہوتا ہے وہ ایک گریجویٹ کے برابر ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس آدمی کا بھی پتا چلنا چاہئے جو آپ کے ساتھ ایسا مذاق کرتا ہے، اس کا بھی پتا کروا لیتے ہیں۔ محترمہ! ان کی بات کا ذرا تحمل سے جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہوں گی کہ یونیورسٹی ایڈمشن کا ایک معیار مقرر کرتی ہے اور جو اس معیار پر پورا اترتے ہیں انہی کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ جہاں تک یہ quality of education کی بات کر رہے ہیں گورنمنٹ اور ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اس پر fully focused ہے اور ہمارا بھی یہ concern ہے کہ quality بڑھانی چاہئے۔ اسی مقصد کے لئے گورنمنٹ آف پنجاب نے ہائر ایجوکیشن کمیشن بنایا ہے۔ ہائر ایجوکیشن کمیشن کے بہت سارے initiatives ہیں جس کے تحت ہم quality of education کو improve کر رہے ہیں۔ ان initiatives میں سے کچھ important ہیں وہ میں یہاں پر بتاؤں گی۔ فیکلٹی ڈویلپمنٹ پروگرام ہے جس کے تحت ہماری فیکلٹی کو باہر بھیجا جاتا ہے تاکہ ان کی باہر سے ایجوکیشن اور ٹریننگ ہو۔ سکالرشپ اور ریسرچ کی facility ہے یہ تمام یونیورسٹیوں کو آہستہ آہستہ دی جا رہی ہیں تاکہ ہم معیار تعلیم کو بہتر کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی، شاباش۔ اگلا ضمنی سوال۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اگر اس کی detail دیکھی جائے تو سٹاف کے لئے اس میں ایک term TTS use کی گئی ہے۔ مجھے اس کا بتا دیں کہ یہ کس کا abbreviation ہے؟

جناب سپیکر: امجد صاحب! آپ صفحہ نمبر بتا دیں جس میں سے آپ پوچھ رہے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرے پہلے سوال کا جواب ابھی تک نہیں آیا جو میں نے پوچھا تھا اور محترمہ پارلیمانی سیکرٹری نے 60 سٹوڈنٹس کی تعداد کہی ہے۔ میں نے اس پر clear cut جواب مانگا تھا لیکن مجھے وہ جواب نہیں دیا گیا۔ یہ ہمارے مستقبل کا مسئلہ ہے، یہ بہت ضروری ہے کہ اس کا probe ہونا چاہئے، آپ اس معاملے کو کمیٹی کے پاس refer کریں تاکہ یہ سارا دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو سکے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات مان لیتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کی بات مان لیتے ہیں لیکن پہلے مجھے ان کی بات سننے دیں۔ محترمہ پارلیمانی سیکرٹری! معزز ممبر بار بار TTS کے متعلق پوچھ رہے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ TTS کس کی abbreviation ہے، میں تو ان پڑھ آدمی ہوں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کہاں سے پوچھ رہے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! نیچے جہاں اس سوال کا جواب لکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس سلسلے میں صفحہ نمبر بتائیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! تیسرا صفحہ ہے، جواب میں لکھا گیا ہے کہ Regular, TTS, Contract...

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! میں چیک کر کے ان کو بتا دیتی ہوں، مجھے بھی ابھی اس کا علم نہیں ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے جز (د) میں پوچھا ہے بلکہ جز (ج) میں بھی بتایا گیا ہے کہ کتنے اساتذہ یونیورسٹی کے مستقل ملازم ہیں اور کتنے عارضی ہیں، اس کی ساری تفصیل موجود ہے، اس سے یہ ظاہر ہے کہ بہت سارے اساتذہ، فیکلٹی باہر سے آتی ہے۔ جز (د) میں یہ کہا گیا ہے کہ گورنمنٹ رولز کے مطابق، گورنمنٹ کے کسی محکمہ کا ملازم بیک وقت دو اداروں یا محکمہ جات سے تنخواہ یا معاوضہ وصول کر سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ دو محکمہ جات میں کام نہیں کر سکتا اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ یہ معاملہ کمیٹی کے سپرد کیا جائے، میں اسے prove کروں گا کہ کتنے لوگ ہیں جو بیک وقت دو دو یونیورسٹیوں میں، دو دو کالجوں میں پڑھا رہے ہیں اور معاوضہ لے رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! میں ان سے request کروں گی کہ اگر ان کے پاس کوئی بھی ایسا نام موجود ہے جو بیک وقت دو سرکاری اداروں میں کام کر رہا ہے اور ہماری اس یونیورسٹی میں بھی کام کر رہا ہے تو پلیز ہمیں بتائیں ہم اس کے against کارروائی ضرور کریں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! چونکہ یہ بڑا detail معاملہ ہے، میں یہ سارا بتاؤں گا، اس کو prove کروں گا، مہربانی فرما کر اس سوال کو کمیٹی میں بھجوائیں کیونکہ اس سے ہمارا مستقبل جڑا ہوا ہے۔ میں بار بار اس لئے ہاؤس میں request کر رہا ہوں کہ ہمارا جو quality of education ہے اس کو بہتر بنانا بہت ضروری ہے اور یہ یونیورسٹیاں اس کا بنیادی عنصر ہیں۔ جن بنیادوں پر داخلے دیئے جا رہے ہیں، جس تعداد میں دیئے جا رہے ہیں، جس level کی انہیں study مل رہی ہے، اس کے علاوہ weekend classes کے نام پر جو کھلواڑ students کے ساتھ ہو رہا ہے اور ڈگریوں کی جو ناقدری ہو رہی ہے اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ یہ معاملہ کمیٹی میں جائے اور اس میں سارے stakeholders آئیں اور اس پر بات ہو تاکہ اس کا کوئی لائحہ عمل suggest کیا جا سکے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! میں نے ان سے ابھی گزارش کی ہے کہ اگر ان کے پاس کوئی ایسا نام موجود ہے جو بیک وقت دونوں اداروں۔۔۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرے پاس ایسے درجنوں نام ہیں اور میں سارے وہاں پر probe کروں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! ہمیں بتائیے، اگر آپ کو لگتا ہے کہ محکمہ۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! انہوں نے درجنوں کا ذکر کیا ہے، کیا آپ درجنوں کو prove کریں گے اور ان پر آپ action کر کے اس ہاؤس میں بتائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! اگر ان کی تسلی نہیں ہوتی تو پھر یہ کمیٹی کے سپرد بھی کر سکتے ہیں لیکن میں کہوں گی کہ پہلے محکمہ کو تو اپنا کام کرنے دیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ معاملہ کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور وہاں یہ سارے issues ایک ایک کر کے discuss کئے جائیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات مان لیتے ہیں لیکن آپ کو درجنوں cases prove کرنے پڑیں گے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں prove کروں گا۔

جناب سپیکر: یہ اب آپ کی ذمہ داری ہے، اگر آپ prove نہ کر سکے تو پھر ہاؤس جو اس سلسلے میں فیصلہ کرے گا وہ پھر آپ کو قبول کرنا پڑے گا؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اس کی سزا کے لئے بھی تیار ہوں۔

جناب سپیکر: اس سوال کو کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے، آپ کی اس سوال میں اتنی دلچسپی لینے کی ضرورت مجھے سمجھ نہیں آئی کہ ایسا کیوں ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 7312 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں شراب فروخت کرنے کی اجازت سے متعلقہ تفصیلات

*7312: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان، فیصل آباد، راولپنڈی اور گوجرانوالہ کے کن کن ہوٹلوں تجارتی اداروں اور دکانوں پر شراب کی فروخت کی اجازت دی گئی ہے؟

(ب) پنجاب میں کس کس ادارے کو شراب تیار کرنے کے لائسنس دیئے گئے ہیں ان کے مالکان کون ہیں؟

(ج) پنجاب میں کس کس ادارے کو شراب امپورٹ کرنے کی اجازت دی گئی ہے ان اداروں کے مالکان کے نام فراہم کئے جائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گوجرانولہ میں کسی کو بھی شراب کی فروخت کی اجازت نہ دی گئی ہے۔ البتہ ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی میں صرف درج ذیل ہوٹلوں کو شراب کی فروخت کی اجازت دی گئی ہے۔

ملتان	:	رمادہ ہوٹل
فیصل آباد	:	سرینہ ہوٹل
راولپنڈی	:	پی سی ہوٹل، فلیش مین ہوٹل اور پی سی بھوربن

(ب) پنجاب میں صرف مری بیوری کمپنی راولپنڈی کو شراب تیار کرنے کا لائسنس دیا گیا ہے اور اس کے مالک کا نام اسفند یار ایم بھنڈارا ہے۔

(ج) پنجاب میں کسی بھی ادارے کو شراب امپورٹ کرنے کی اجازت نہ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اللہ کا شکر ہے یہ ایک اسلامی مملکت ہے، اسلامی جمہوریہ پاکستان اس کا نام ہے اور اس کی سیکشن 2(A) میں لکھا ہوا ہے کہ اس ملک کے اندر جو sovereignty ہے وہ اللہ کی طرف refer ہو گی اور اس ملک کے اندر کوئی قاعدہ قانون قرآن و سنت کے خلاف نہیں بنایا جا سکے گا۔ شراب ایک ایسی چیز ہے جس کے بارے میں اور آپ بلکہ ہم سب اچھی طرح سے سمجھتے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے آئین، دین اور قرآن اللہ کے نبی کی ساری ہدایات ہیں وہ یہ بھی جانتے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ یہ شراب دین اسلام میں حلال ہے یا حرام ہے؟

جناب سپیکر: آپ جو سوال کرنا چاہتے ہیں وہ اچھے طریقے سے کریں، یہ تو ہر ایک کو پتا ہے کہ یہ حرام ہے اور میرے خیال میں کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جس میں یہ حلال ہو۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ کوئی مذہب ایسا ہے جس میں یہ حلال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ صحیح فرما رہے ہیں، آپ کی بڑی مہربانی آپ نے بڑی وضاحت سے یہ بات بتا دی ہے۔ اب میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان ہوٹلوں میں، جہاں انہوں نے اسے allow کیا ہوا ہے، اس میں ایک مری بروری کمپنی ہے جسے شراب کو تیار کرنے کا لائسنس راولپنڈی میں دیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جو نام انہوں نے لکھا ہے وہ آپ نے صحیح طرح سے نہیں پڑھا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: کون سا؟

جناب سپیکر: جو نام انہوں نے لکھا ہے کہ مری۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مری بیوری، اس کا نام مری بروری ہے لیکن انہوں نے اس کا نام بھی غلط لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: خیر آپ سے پوچھ کے لکھتے ناں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ نام بھی صحیح لکھیں، آپ نے وضاحت کر دی آپ کی بڑی مہربانی، آپ نے اس حوالے سے میری مدد کی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ شراب کی فروخت کے لائسنس ان ہوٹلوں کو کیوں جاری کئے جاتے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ ان کا جو سوال تھا جناب نے بھی بتا دیا کہ شراب حرام ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ جو شراب کی فروخت ہے، یہ اب سے نہیں ہے بلکہ بہت دیر سے یعنی پاکستان بننے سے بھی پہلے سے ہو رہی ہے۔ 1979 کا جو حدود آرڈیننس ہے، اس کے مطابق یہ شراب نان مسلم فارنرز اور نان مسلم پاکستانی جو اس کو استعمال کرتے ہیں ان کو اس کے لائسنسز جاری کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو vendors shops ہیں یہ فائیو سٹارز ہوٹلوں میں اسی وجہ سے بنائی گئی ہیں کہ وہاں پر غیر ملکی آکر ٹھہرتے ہیں۔ ان کو وہاں پر اپنے استعمال کے لئے شراب یا اس سے related جو بھی چیزیں ہوتی ہیں، ان کو اگر چاہئیں ہوں تو وہ ان کو وہاں پر available ہوتی ہیں۔ اسی طرح جو نان مسلمز ہیں ان کو بھی اس کے لئے پرمٹ جاری کئے جاتے ہیں جس کے مطابق ان کا وہاں پر ماہانہ کوٹا ہوتا ہے اور وہ وہاں سے ماہانہ اپنے یونٹس حاصل کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! انہوں نے یہاں پر نان مسلمز کا ذکر کیا ہے۔۔۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہوں گی۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال؟

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! جی، ہاں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! جب ضمنی سوال کر رہے ہیں تو ان کو کرنے دیں، آپ تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جائیں۔ پہلے ان کو ضمنی سوال کر لینے دیں اس کے بعد آپ کو بھی موقع دے دیں گے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! انہوں نے نان مسلم کی بات کی ہے، میں اس ہاؤس میں نان مسلم کو represent کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں سب سے پہلے میں نے سب کو represent کر دیا ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! ہمارے آبکاری و محصولات کے وزیر نے یہ وضاحت پہلے بھی کی تھی اور آج پھر انہوں نے یہی بات کی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ مسیحیوں

میں، غیر مسلموں میں بلکہ کسی بھی مذہب میں شراب جائز نہیں ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ان کو یہ لائسنسز کیوں جاری کئے جاتے ہیں؟ یہ بھی بالکل غلط بات ہے کہ ہم شراب کو اپنی مذہبی رسومات کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ یہ بالکل غلط concept دیا جا رہا ہے جسے ہم promote کرتے ہیں اور نہ ہی ہم اس کو فروغ دیتے ہیں بلکہ میں آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ اس کی وجہ سے بہت سی ہماری اپنی کمیونٹی کے لوگ برباد ہو گئے ہیں، تباہ ہو گئے ہیں اور انہوں نے کام کرنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ یہ لائسنسز جو آپ ان کو دیتے ہیں یہ منسوخ کر دینے چاہئیں، ختم ہونے چاہئیں تاکہ لوگ اپنا کاروبار کر سکیں اور حلال کی روزی روٹی کما سکیں۔

جناب سپیکر! میں اس کی سخت مخالفت کرتی ہوں۔ میں آج بڑی ذمہ داری کے ساتھ، میں صرف ایک ممبر پارلیمنٹ نہیں ہوں بلکہ میں یہاں پر ایک پوری کیمونٹی کو represent کر رہی ہوں، یہاں پر ایک چرچ کو represent کر رہی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے ہماری تذلیل ہوتی ہے جب بار بار ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ نان مسلمز کے لئے ہے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے نان مسلمز کہا ہے انہوں نے کرسچین تو نہیں کہا، نان مسلمز کہا ہے کرسچینز کا نام نہیں لیا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں عرض کر رہی تھی کہ۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، شاہ صاحب کی بات سن لیں۔ چودھری عبدالرزاق ڈھلوں! be careful جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس حوالے سے اس پر کافی وضاحت ہو گئی ہے اور آپ نے بھی بڑی شفقت کرتے ہوئے تفصیل سے بتایا ہے، یہ بات کریں گے کہ پاکستان بننے سے پہلے لائسنس تھے یا 1979 میں بنے۔ بات یہ ہے کہ غلط کام ہو رہا ہے اب یہ ضروری نہیں کہ اگر پہلے سے غلط ہو رہا ہے تو وہ ہم نے بھی کرنا ہے۔ اب یہ پوائنٹ آؤٹ ہوا ہوا ہے تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ اس قسم کے تمام لائسنس cancel کرنے کے لئے تیار ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! ہم یہ لائسنس ختم نہیں کر سکتے کیونکہ آٹھویں ترمیم کے بعد اس کو shelter ملا ہوا ہے۔ جیسے ہماری معزز ممبر صاحبہ بات کر رہی تھیں

اس سلسلے میں عرض ہے کہ ہم زبردستی کسی کو لائسنس نہیں دیتے بلکہ وہ خود لینے آتے ہیں، وہ آکر ہم سے لائسنس نہ لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے بات کی ہے کہ لائسنس لینے آتے ہیں اگر یہاں سے بات آگے چلائیں گے تو بہت دور تک پہنچے گی۔ ایک غلط کاری ہو رہی ہے کیا گورنمنٹ کا یہ کام ہے کہ کوئی غلط کام کرنا چاہتا ہے تو اس کی اجازت ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر بلوچستان میں مشتاق رئیسانی کو کیوں پکڑا ہے جس کے گھر سے 70 کروڑ روپے اور پتا نہیں کتنا سونا برآمد ہوا ہے۔ یہ سارے lame excuses ہیں؟

جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ منسٹر صاحب بتائیں کہ یہ لائسنس اور شراب کے کاروبار کو کب تک بند کریں گے؟ یہ حرام کام ہے، یہ حرام کاری ہے یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اندر نہیں ہونی چاہئے جبکہ آپ کی طرف سے بھی بات آگئی ہے، میری بہن نے بھی بات کر دی ہے کہ کوئی غیر مسلم شراب نہیں پیتا۔ حکومت چند ٹکوں کی خاطر یہ غلط کاری کرتی ہے اور سارا نظام خراب کرتی ہے۔ یہ کب تک اس نظام کو لپیٹنے کی منصوبہ بندی کریں گے اس کی وضاحت کریں؟

جناب سپیکر: انہوں نے تو بتا دیا ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہاں پر شراب کے حوالے سے کافی دفعہ بات ہوئی ہے، میں مولانا صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 1979 میں ضیاء الحق صاحب مرد مومن مرد حق نے شراب کے پرمٹ شروع کئے تھے۔ پہلے انڈیا سے شراب آتی تھی تو انہوں نے کہا کہ سارا profit انڈیا والے لے جاتے ہیں تو انہوں نے اپنے aristocrat سیکرٹریز کے ذریعے غیر مسلم کو پرمٹ دیئے۔ جیسے معزز ممبر شُنیلا رُوت نے فرمایا کہ کسی مذہب میں شراب جائز نہیں ہے لیکن اب پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان قرارداد پاس کر کے وفاق کو بھیج سکتا ہے لیکن اس پر پابندی نہیں لگا سکتا۔ ڈاکٹر صاحب اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہومیوپیتھک کی جتنی بھی ادویات ہیں ان سب میں الکوحل استعمال ہوتی ہے اس کے علاوہ وہ میڈیسن بن ہی نہیں سکتی۔

جناب سپیکر! میں اس بات پر بھی نہیں جانا چاہتا کہ لیتا کون ہے، بیچتا کون ہے اور پیتا کون ہے یہ ساری باتیں فضول ہو جائیں گی لیکن اگر مرکز میں آٹھویں ترمیم کے بدلے تیئسویں ترمیم منظور ہوتی ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر یہ حرام ہے تو حرام کا ایک قطرہ حلال میں شامل ہو گا تو سارا کچھ ہی حرام ہو جائے گا اور اس کا ٹیکس بجٹ میں بھی شامل ہے جس سے ہم سب تنخواہ لیتے ہیں۔ ہم اس بات

کو پوری طرح سے condemn کرتے ہیں لیکن یہ ہم پر بھی ٹھونسا گیا ہے اور اس وقت مرد مومن صاحب نے کہا کہ ان کو پرمٹ دے دیں ہم نے اپنی مرضی سے پرمٹ نہیں مانگے۔ اگر یہ پرمٹ بند کرنے ہیں تو یہ قومی اسمبلی میں جائے گا۔

I think Law Minister is in better position to tell this honourable august House.

جناب سپیکر! ہم یہاں پر صرف قرارداد پاس کر سکتے ہیں۔ دوسری باتیں حرام، حلال، بیچنا، نہ بیچنا، کون لیتا ہے، کون پیتا ہے ہم اس بحث میں نہیں جانا چاہتے بلکہ اور بہت سارے matters ہیں جن پر بات کرنے کی ضرورت ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں وزیر صاحب کی بات کو second کروں گا کہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ کی جو ذمہ داری ہے ہم اس کے مطابق اس پر tax collection کر رہے ہیں اور اس پر جو ایکسائز ڈیوٹی ہے وہ collect کرتے ہیں۔ میں یہی کہوں گا کہ شراب بالکل حرام ہے اور جس طرح ڈاکٹر صاحب فرما رہے ہیں اس پر قومی اسمبلی قانون سازی کر سکتی ہے۔ لاء منسٹر صاحب بھی یہاں بیٹھے ہیں وہ اس پر مجھ سے بہتر explain کر سکتے ہیں کہ اگر قومی اسمبلی اس پر قانون سازی کرے تو پورے پاکستان میں اس کو حرام قرار دیا جائے نہ کہ صرف پنجاب میں بلکہ پورے پاکستان میں اس کی فروخت بند ہو۔

جناب سپیکر: وہ تو پہلے ہی حرام قرار ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ لائسنس پنجاب گورنمنٹ جاری کرتی ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! نہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری بات مکمل ہونے دیں۔ ایکسائز کی مد میں اس پر جتنی بھی taxation ہوتی ہے اور جتنی بھی آمدنی ہوتی ہے وہ پنجاب گورنمنٹ وصول کر کے اسے national exchequer میں ڈال دیتی ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھتا ہوں کہ ایک من دودھ کا پڑا ہے اس میں ان کے سامنے تین قطرے پیشاب کے ڈال دیئے جائیں اور اس میں دودھ نکال کر ان کو دیا جائے کہ ایک گلاس پی لو۔ یہ کبھی بھی نہیں پئیں گے۔

جناب سپیکر: حلال چیز کے بارے میں اس طرح نہیں کہنا چاہئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس حرام کی آمدنی کو پنجاب کے پورے exchequer میں ڈال کر سارے کے سارے کو برباد کرتے ہیں۔ یہ جتنی بھی بحث کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملے کو آگے پیچھے اوپر نیچے کر کے سوال کو آگے پیچھے کرنا چاہتے ہیں۔ یہ خود اچھی طرح سے سمجھتے ہیں کہ یہ حرام ہے، یہ اس حوالے سے خنزیر ہے اور قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف بھی اسے ایسے ہی سمجھتے ہیں۔ اگر ایک گورا آ کر کہنا شروع کر دے کہ brothel house کھول دو تو کھول دیں، وہ جوا کھیلنا چاہتا ہے تو اسے کھول دیں۔ یہ طریق کار غلط ہے اور ہمارے دین اسلام میں اس کی ممانعت ہے۔

جناب سپیکر: مہمان کی عزت کرنی چاہئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بہت غلط طریق کار ہے اور پنجاب کے اندر مسلسل چل رہا ہے۔ پہلے بھی اس پر سوال آیا تھا اور بات ہوئی تھی لیکن باہم اسی طرح اپنی ہٹ دھرمی پر قائم ہیں۔ چونکہ کوئی واضح یقین دہانی نہیں کرائی گئی اور صرف اوپر نیچے کی بات کرتے ہیں۔ میں خود اور ایوان کے اندر جتنے بھی میرے بھائی اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ یہ حرام کام ہے اسے فی الفور روکنا چاہئے۔ میں اس حوالے سے اپنے طور پر ٹوکن بائیکاٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ کیا بات ہوئی؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جو دوست میری بات کو سچ سمجھتے ہیں وہ میرے ساتھ ٹوکن بائیکاٹ کریں۔

جناب سپیکر: شاہ جی، یہ تو آپ بزدلی کر رہے ہیں، یہ دلیرانہ کام نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ڈاکٹر سید وسیم اختر اور معزز ممبر سردار شہاب الدین خان
ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے محترم بھائی ڈاکٹر سید وسیم اختر کو جو ڈاکٹر کہا جاتا ہے شاید انہوں نے ایم بی بی ایس کیا ہے یا بڑے پڑھے لکھے ہمارے colleague ہیں لیکن جس طرح مولوی ہر معاملے کو سطحی بحث میں لیتا ہے۔ انہوں نے آج اسی طرح سے اس معاملے پر بحث کرنے، اسے take up کرنے اور اسے ایک logical end تک پہنچانے کے لئے بائیکاٹ بھی کیا ہے۔ شراب اور Red Light Areas تھے اور اسی طرح سے اس زمانے میں

افیون کے بھی ٹھیکے ملتے تھے۔ جدید معاشرے کو clean رکھنے کے لئے اس پر بڑی debate ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس debate کی تفصیل میں جائے بغیر اس طرح سطحی طور پر کسی ایک corner کو touch کرنا صورتحال کو واضح نہیں کرتا بلکہ اس کو مزید ابہام میں ڈالتا ہے۔ جس طرح سے جیل کا تصور ہے کہ معاشرے کو صاف کرتے ہوئے کچھ لوگوں کو عارضی طور پر وہاں بند کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! آپ شاہ صاحب کو لے کر آئیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب امجد علی جاوید معزز ممبر ڈاکٹر سید وسیم اختر کو لینے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسی طرح سے یہ Red Light Areas کا اور کچھ لوگ جو یہ کام کرنا چاہتے ہیں ان کو ایک ضابطے کا پابند کرنے کا جو تصور ہے اب بھی یہ ثابت ہو رہا ہے کہ یہ کسی حد تک ٹھیک تھا۔ Red Light Areas کو بند کرنے کے بعد ہمارے گلی محلوں میں جو برائیاں پھیلی ہیں اس پر بھی ہم بحث کرنے اور بات کرنے سے کتراتے ہیں لیکن کسی مرحلے پر ہمیں ان issues پر بات کرنی ہو گی۔ اسی طرح سے ان ٹھیکوں یا لائسنس کا معاملہ تھا تو اس سے پہلے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ڈاکٹر سید وسیم اختر ایوان میں تشریف لائے)

جناب سپیکر: شاہ صاحب! Welcome back

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو باقی نشے ہیں جن میں ہیروئن، چرس اور کوکین کا کبھی کسی نے نام نہیں سنا تھا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں کوکین کا نام سننے والا کوئی نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کوکین بڑا ہی خطرناک نشہ ہے اور یہ بڑے بڑے لوگوں کو لگا ہوا ہے۔۔۔

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: .Please have your seat آپ کی بڑی مہربانی۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس طرح کے لوگ موجود ہیں۔ میں نہیں کہتا کہ یہ کوئی اچھا کام ہے لیکن کچھ لوگ زندگی بھر شراب پیتے ہیں لیکن وہ زندہ رہتے

ہیں۔ ہیروئن پی کر کوئی بندہ دو یا تین سال تک زندہ نہیں رہ سکتا اور ہیروئن پیتا ہوا کوئی بندہ اپنی معمول کی زندگی نہیں گزار سکتا۔ اسی طرح کوکین پینے والا بندہ سال یا دو سال سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا اگر وہ زندہ رہے بھی تو اس کی ذہنی صلاحیت ماؤف ہو جاتی ہے۔ اس وقت ہم ان برائیوں اور damages سے confront ہو رہے ہیں اور ہمارا قومی سطح پر نقصان ہو رہا ہے۔ کوکین اور ہیروئن پینے والے لوگ اپنی اور قومی زندگی کو برباد کر رہے ہیں اس لئے میری آپ کی وساطت سے ڈاکٹر سید وسیم اختر سے یہی appeal ہو گی کہ آپ اس معاملے کو detail میں لیں۔ یہ صرف پنجاب کا معاملہ نہیں ہے۔ خیبر پختونخوا جہاں پر آپ کی جماعت کی حکومت ہے وہاں پر بھی اسی طرح سے ہے اور وہاں پر بھی شراب کے licenses issue کئے گئے ہیں۔ مجھے اپنے مسیحی بھائیوں کے مذہبی قوانین کا پوری طرح سے علم نہیں لیکن مسیحی دنیا میں اور جن ملکوں میں more than sixty percent مسیحی رہ رہے ہیں وہاں پر شراب پر پابندی نہیں ہے اور وہاں پر اس کی فروخت open ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کے صرف ایک حصے کو زیر بحث لانا مناسب نہیں بلکہ مناسب یہ ہو گا کہ اس معاملہ کے اُوپر قومی اسمبلی میں detail discussion کی جائے کیونکہ اس معاملے کا تعلق وفاق سے ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا سوال نمبر 6949 محترمہ خدیجہ عمر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر عالیہ آفتاب کا ہے۔

ڈاکٹر عالیہ آفتاب: جناب سپیکر! سوال نمبر 7370 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کے کالجز اور یونیورسٹی میں ہیلپ ڈیسک کی تفصیلات

*7370: ڈاکٹر عالیہ آفتاب: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں موجود تمام پوسٹ گریجویٹ کالجز، یونیورسٹیوں میں کیریئر ڈویلپمنٹ سنٹر اور کونسلنگ میں معاونت کے حوالے سے کتنے ہیلپ ڈیسک قائم کئے گئے ہیں؟

(ب) کیا ان معلوماتی مراکز کو promote کرنے اور عورتوں کو ان معاملات میں تربیت فراہم کرنے کے حوالے سے ان تربیتی امور پر توجہ دی جا رہی ہے؟

(ج) عورتوں کی کس حد تک تربیت کے لئے باقاعدہ ورکشاپس کا انعقاد کیا جاتا ہے اور حکومتی اقدامات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) پنجاب کے تمام پوسٹ گریجویٹ کالجز میں داخلوں کے دوران طلباء و طالبات کے لئے کیریئر ڈویلپمنٹ سنٹر اور کونسلنگ کے لئے ہر شعبہ جات میں علیحدہ علیحدہ ہیلپ ڈیسک قائم کئے گئے ہیں۔

(ب) ان معلوماتی مراکز کو پروموٹ کرنے اور عورتوں کو ان معاملات میں تربیت فراہم کرنے کے حوالے سے ہر کالج میں ورکشاپ کا اہتمام کیا جاتا ہے اور ملازمت کے حصول میں مدد فراہم کی جاتی ہے جن سے خواتین اپنے خاندان کی کفالت اور پاکستان کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔

(ج) ہر شعبہ میں خواتین کی بہترین تربیت کے لئے باقاعدہ ورکشاپس اور سیمینارز کا انعقاد کیا جاتا ہے خواتین کی ترقی اور تحفظ کے لئے حکومت پہلے ہی پالیسیاں بنا چکی ہے اور مزید اقدامات اٹھا رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر عالیہ آفتاب: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال کے جز (الف) میں پوچھا ہے کہ "صوبہ میں موجود تمام پوسٹ گریجویٹ کالجز، یونیورسٹیوں میں کیریئر ڈویلپمنٹ سنٹر اور کونسلنگ میں معاونت کے حوالے سے کتنے ہیلپ ڈیسک قائم کئے گئے ہیں؟" انہوں نے اس کا جواب دیا ہے کہ "پنجاب کے تمام پوسٹ گریجویٹ کالجز میں داخلوں کے دوران طلباء و طالبات کے لئے کیریئر ڈویلپمنٹ سنٹر اور کونسلنگ کے لئے ہر شعبہ جات میں علیحدہ علیحدہ ہیلپ ڈیسک قائم کئے گئے ہیں۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ صرف داخلہ کے وقت ہیلپ ڈیسک قائم ہوتے ہیں یا ongoing ہیں اور اگر ongoing ہیں تو پھر بچوں کو کس طرح کیریئر ڈویلپمنٹ کے بارے میں بتایا جاتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! میں اس میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ ہماری یونیورسٹیوں میں باقاعدہ کیریئر ڈویلپمنٹ سنٹر اور کونسلنگ سنٹر کے ڈیسک قائم کئے جاتے ہیں اور کچھ یونیورسٹیوں میں باقاعدہ ان کے دفاتر بھی کام کر رہے ہیں۔ پوسٹ گریجویٹ کالجز میں بھی اس کے ڈیسک قائم کئے جاتے ہیں لیکن پنجاب کے باقی کالجوں میں داخلوں کے دوران کیریئر ڈویلپمنٹ کونسلنگ فراہم کی جاتی ہے۔ میں تھوڑی سی اس کی تفصیل بھی بتا دیتی ہوں:-

جناب سپیکر! اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں کیریئر ڈویلپمنٹ سنٹر سال 2007 میں جینڈر ریفارم ایکشن پلان کے تحت قائم کیا گیا ہے۔اس سنٹر میں ایک ہیلپ ڈیسک بھی قائم ہے جو ڈپٹی رجسٹرار ایلومینائی اور کیریئر ڈویلپمنٹ کے تحت کام کر رہا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں کیریئر کونسلنگ اینڈ پلیسمنٹ سنٹر کا باقاعدہ دفتر کام کر رہا ہے جس میں طلباء وطالبات کو کیریئر کونسلنگ فراہم کی جاتی ہے اور پنجاب یونیورسٹی کے بہت سے ڈیپارٹمنٹس، انسٹیٹیوٹس، کالجز اور سنٹرز میں ایک ایک فوکل پرسن موجود ہے جس کی وساطت سے کیریئر کونسلنگ اینڈ پلیسمنٹ سنٹر طلباء وطالبات کی راہنمائی کرتا ہے۔ کیریئر کونسلنگ اینڈ پلیسمنٹ سنٹر کا آفس صبح آٹھ بجے سے شام چار بجے تک کھلا رہتا ہے۔ سرگودھا یونیورسٹی میں کیریئر ڈویلپمنٹ سنٹر جون 2012 سے کام کر رہا ہے۔ گورنمنٹ کالج وومن یونیورسٹی فیصل آباد میں سنڈیکیٹ کی منظوری سے ڈائریکٹر سٹوڈنٹس آفیئرز کے تحت سٹوڈنٹ کیریئر ڈویلپمنٹ اور یونیورسٹی ایڈوانسمنٹ سنٹر قائم کئے گئے ہیں۔ غازی یونیورسٹی ڈیرہ غازی خان جو کہ ایک نئی یونیورسٹی ہے اس میں کیریئر کونسلنگ کے لئے فروری 2016 میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جو کہ تین اساتذہ پر مشتمل ہے۔اس کمیٹی کا نوٹیفکیشن ہو چکا ہے، اس نے اپنا کام شروع کر دیا ہے اور طلباء وطالبات کی راہنمائی کے لئے ایک عدد ہیلپنگ ڈیسک تشکیل دے دیا ہے۔

جناب سپیکر! علاوہ ازیں ورکشاپ کے انعقاد پر بھی کام کیا جا رہا ہے۔ خواجہ فرید آئی ٹی یونیورسٹی رحیم یار خان میں مارچ 2016 میں جامعہ نے طلباء کے لئے صنعتی شعبوں میں تعیناتی کے لئے دفتر کا افتتاح کیا۔اس شعبے کا مشن طلباء کو مستقبل میں بہتر ترقی کے لئے مشاورت فراہم کرنا ہے چونکہ جامعہ کو وجود میں آئے تھوڑا عرصہ ہی ہوا ہے لہٰذا یہ ابھی تک تعمیراتی مراحل میں ہے تاہم آنے والے وقت میں جیسے جیسے جامعہ ترقی کی جانب سفر کرے گی اسی طرح طلباء کی بہتر راہنمائی کے لئے مزید شعبہ جات میں اضافہ کیا جائے گا۔ لاہور کالج فار وومن یونیورسٹی لاہور میں کیریئر کونسلنگ اور جاب پلیسمنٹ ڈیپارٹمنٹ موجود ہے۔ یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور میں کیریئر کونسلنگ کا دفتر موجود ہے۔ فاطمہ جناح وومن یونیورسٹی راولپنڈی میں اس یونیورسٹی کے آغاز سے ہی یہاں پر کیریئر ڈویلپمنٹ سنٹر بنا دیا گیا تھا۔ جی سی وومن یونیورسٹی سیالکوٹ میں 2015 میں کیریئر ڈویلپمنٹ سنٹر قائم ہے۔ یو ای ٹی ٹیکسلا ضلع راولپنڈی میں ایک کل وقتی پلیسمنٹ آفس قائم کیا گیا ہے جو طلباء وطالبات کو اس سلسلے میں مکمل راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ وومن یونیورسٹی ملتان میں بھی کیریئر ڈویلپمنٹ آفس موجود ہے۔ یونیورسٹی آف گجرات میں کیریئر ڈویلپمنٹ آفس کام کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ اسلامیہ یونیورسٹی

بہاولپور میں یہ سنٹر موجود ہے۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں کیریئر کونسلنگ اینڈ پلیسمنٹ سنٹر میں باقاعدہ طور پر عورتوں کی تعلیمی ونفسیاتی مشکلات کا حل نکالنے کے لئے تربیت فراہم کی جاتی ہے تاکہ وہ مستقبل کے challenges سے نبرد آزما ہو سکیں۔اس سلسلے میں کیریئر کونسلنگ اینڈ پلیسمنٹ سنٹر کا عملہ دفتری ٹائم کے مطابق طلباء وطالبات کی مشکلات کا حل نکالنے میں مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔اس کے علاوہ ایک خاتون ماہر نفسیات اور ایک مرد ماہر نفسیات ڈاکٹر طلباء بالخصوص طالبات کے نفسیاتی مسائل کے حل کے لئے دفتری اوقات میں موجود ہوتے ہیں۔ سرگودھا یونیورسٹی میں بھی یہ سنٹر موجود ہے۔ گورنمنٹ کالج وومن یونیورسٹی فیصل آباد میں بھی یہ سنٹر موجود ہے۔لاہور کالج فار وومن یونیورسٹی لاہور، یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور، جی سی وومن یونیورسٹی سیالکوٹ میں بھی یہ کیریئر ڈویلپمنٹ سنٹرز موجود ہیں۔ہائر ایجوکیشن کمیشن کا یہ initiative ہے کہ اب جتنی بھی یونیورسٹیاں بنیں گی ان میں کیریئر ڈویلپمنٹ سنٹرز قائم کرنے کے لئے باقاعدہ الگ سے funding کی جائے گی۔

ڈاکٹر عالیہ آفتاب: جناب سپیکر! میں اپنا دوسرا ضمنی سوال کرنا چاہوں گی۔ میں نے سوال کے جز (ج) میں پوچھا ہے کہ "عورتوں کی کس حد تک تربیت کے لئے باقاعدہ ورکشاپس کا انعقاد کیا جاتا ہے اور حکومتی اقدامات کیا ہیں؟"اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "حکومت پہلے ہی بہت ساری پالیسیاں بنا چکی ہے اور مزید اقدامات اُٹھا رہی ہے۔"مہربانی کرکے مجھے وہ پالیسیاں اور ان کی detail بتادیں کہ اب تک کون سی پالیسیاں بنی ہیں اور implement ہو چکی ہیں؟ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ مجھے ان پالیسیوں کی ایک نقل بھی فراہم کردیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! جیسا کہ میں پہلے بتا چکی ہوں کہ تمام یونیورسٹیوں میں کیریئر ڈویلپمنٹ سنٹرز اور کونسلنگ سنٹرز کام کر رہے ہیں اور باقاعدہ خواتین کو کیریئر کونسلنگ فراہم کرتے ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی کے کیریئر کونسلنگ سنٹر میں 33 قسم کے short courses کروائے جاتے ہیں جن میں basically ان کے کیریئر ڈویلپمنٹ کے لئے ان کو guidance دی جاتی ہے۔ان سنٹرز میں مختلف Job fairs کرائے جاتے ہیں۔ مختلف تنظیموں کے ساتھ مل کر سیمینار اور ورکشاپ کرائی جاتی ہیں تاکہ ان کو آگے کام اور job کرنے کے لئے باقاعدہ راہنمائی فراہم کی جا سکے۔اس وقت تین ہزار ملازمین پنجاب یونیورسٹی کے کیریئر کونسلنگ آفس کی طرف سے پاکستان کے مختلف شعبوں میں اپنی خدمات بھی سرانجام دے رہے ہیں۔

ڈاکٹر عالیہ آفتاب: جناب سپیکر! میں نے اپنے ضمنی سوال میں کیریئر کونسلنگ کا نہیں بلکہ یہ پوچھا ہے کہ اس حوالے سے حکومتی پالیسی کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ حکومت نے ہائر ایجوکیشن کمیشن کی مدد سے initiative لیا ہے کہ سب سے پہلے اس حوالے سے تمام یونیورسٹیوں کو گرانٹس فراہم کی جائیں گی تاکہ ان میں کیریئر کونسلنگ کے آفس قائم کئے جائیں اور اس کے بعد simultaneously تمام کالجوں میں بھی یہ سنٹرز قائم کئے جائیں گے۔ کالجوں میں ابھی صرف داخلوں کے موقع پر ہیلپ ڈیسک کھولے جاتے ہیں لیکن بعد میں تمام بڑے کالجوں میں permanent basis پر کیریئر کونسلنگ کے سنٹرز قائم کئے جائیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! مجھے ابھی تک پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کے جواب کی سمجھ نہیں آسکی۔ یہ تیسرا tenure ہو گیا لیکن اس موجودہ tenure کی تو بالکل سمجھ نہیں آرہی کہ کیا ہو رہا ہے۔ سوال گندم جواب چنا اور ہر وقفہ سوالات میں یہی ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! دونوں کھانے کی چیزیں ہیں اور دونوں سے پیٹ بھر جاتا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! بعض اوقات پیٹ اور دماغ پھٹ بھی جاتا ہے۔ میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ ایجوکیشن منسٹر یا ہائر ایجوکیشن کی پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ یہاں پر لکھی ہوئی تقریر پڑھ کر ہمیں سُنا دیتی ہیں۔ لکھی پڑھی تقریر کے علاوہ اگر واقعی عملی طور پر شعبہ تعلیم کی بہتری کے لئے کوئی اقدامات اُٹھائے گئے ہوتے تو پھر سکولوں اور کالجوں کے بارے میں معزز ممبران کی طرف سے اتنے زیادہ سوالات نہ دیئے جاتے، اگر واقعی مسائل حل ہو جائیں تو یہ سوالات آنے بند ہو جائیں، اگر حکومت ان مسائل کو حل کرلے اور ان کو address کرلے تو پھر ہمارے سوالات آنا بند ہو جائیں گے یعنی عوام کے مسائل حل ہونے شروع ہو جائیں گے تو ہم سوال کرنا بند کر دیں گے۔

جناب سپیکر! جز (الف) کے اندر جو سوال کیا گیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اگر سوال ہی ایسا ہو کہ آپ لاہور کے رہنے والے ہیں، بتائیں لاہور میں رہنے والے لوگوں کے کیا کیا نام ہیں تو پھر اُس کا جواب کیسے آئے گا، یہ آپ مجھے بتائیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جز (الف) میں یہ سوال کیا گیا ہے کہ داخلے کے دوران طلباء و طالبات جس subject کے لئے داخل ہونے آرہے ہیں اُس کے لئے اُن کی help کرنا۔ ہم نے

پوچھا تھا کہ ہمیں دو یا تین ایسے کالج بتائیں جن میں admissions کے ٹائم پر ایسے سنٹر بنے ہیں؟ انہوں نے ہمیں وہ کالج بتا دیئے جہاں پر career counselling دی جاتی ہے اور وہ بھی سارے نئے کالج ہیں۔ جتنے پوسٹ گریجویٹ پرانے کالجز ہیں اُن کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا گیا جن کے نام کی وجہ سے لوگ اپنے بچوں کو داخل کراتے ہیں کہ ان کالجوں کا نام بہت بڑا ہے تو جب وہاں سے پڑھ کر بچے ڈگری لے کر نکلیں گے تو اُس کا ایک اچھا impact جائے گا۔ کیا اُن اچھے کالجوں میں career counselling نہیں ہونی چاہئے؟

جناب سپیکر! میری بہن پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے ابھی یہ کہا کہ ہمارا ادارہ طالب علموں کے یہ یہ مسائل حل کرتا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ رول نمبر سلپ وقت پر نہ ملنے کی وجہ سے بچے کس طرح رُل رہے ہوتے ہیں، admissions کے وقت proper help نہ ہونے کی وجہ سے بچے اور اُن کے والدین ذلیل و خوار ہو رہے ہوتے ہیں تو اگر ہر کالج میں help desk موجود ہے تو پھر help desk چھپ کیوں جاتا ہے اور والدین فارم لے کر پریشانی کے عالم میں لائنوں میں کیوں لگے ہوتے ہیں؟ بچے دوسروں کو فون کر کر کے پوچھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم کون سے subjects رکھیں اور ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ اَن پڑھ والدین کے بچوں کو کس طرح help ملے گی اور کون اُن کو guidance فراہم کرے گا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! مجھے لگ رہا ہے کہ ہماری حکومت لوگوں کے مسائل حل کر رہی ہے جس کی وجہ سے سوالات کی تعداد بھی بتدریج کم ہوتی جا رہی ہے لیکن میں اپنی معزز بہن کو یہ بتانا چاہوں گی کہ career counselling کے حوالے سے admissions کے وقت جو help desk قائم کئے جاتے ہیں تو let say اگر میں ایم بی اے کرنا چاہتی ہوں تو مجھے bachelor level پر کون سے subjects لینے چاہئیں تو اس طرح کی career counselling کے لئے admissions کے دوران ایک help desk قائم کیا جاتا ہے تاکہ طلباء و طالبات کو بہتر راہنمائی کی جا سکے کہ وہ اگر اپنے مستقبل کے بارے میں سوچ رہے ہیں تو اُن کے لئے best choice of subjects ابھی کیا ہو گی؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں یہ تو نہیں کہوں گی کہ ہماری پارلیمانی سیکرٹری کی competency پر مجھے کوئی شک ہے ایسا قطعاً نہیں ہے اور مجھے بڑی خوشی ہے کہ میری تمام بہنیں جن کو مختلف محکموں میں designate کیا گیا ہے---

جناب سپیکر: محترمہ! جن بھائیوں کو designate کیا گیا ہے اُن کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! خواتین کی کارکردگی کے بارے میں بہت سوالات اُٹھائے جاتے ہیں اور مرد ممبران کے اوپر تو کوئی سوال کر ہی نہیں سکتا تو اس لئے خواتین کو شاباش ملنی چاہئے جو بہت اچھا کام کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ہم آپ سب خواتین کو شاباش دیتے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جز (ج) میں پوچھا گیا تھا تو خواتین کی ترقی اور تحفظ کے حوالے سے حکومت کی کوئی تین پالیسیاں بتا دی جائیں کہ جن سے خواتین empower ہو سکیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہوں گی کہ یہ question regarding career development centre and counselling in colleges کے حوالے سے ہے اور اس حوالے سے میں نے پہلے بھی بتایا ہے اور یونیورسٹیوں کی ایک پوری لسٹ بھی دی ہے جن میں career counselling office کام کر رہے ہیں اور یہ گورنمنٹ کی پالیسی ہے کہ ہر یونیورسٹی میں یہ career counselling office موجود ہوگا اور تمام بڑی یونیورسٹیوں میں یہ office موجود ہیں اور نئی بننے والی یونیورسٹیوں جیسے غلام فرید یونیورسٹی اور غازی یونیورسٹی میں career counselling offices کام کر رہے ہیں اور اب ہائر ایجوکیشن کمیشن نے یہ decision کیا ہے کہ پنجاب بھر کی تمام یونیورسٹیوں کو باقاعدہ funding کی جائے گی جس کے تحت career counselling میں ٹریننگ اور ورکشاپس زیادہ بہتر طریقے سے کرائی جا سکیں۔ یونیورسٹیوں کے بعد حکومت کی next policy ہے کہ تمام پوسٹ گریجویٹ کالجوں میں ابھی تو صرف admissions کے دوران career counselling desk قائم کیا جاتا ہے لیکن وہاں پر باقاعدہ ایک office قائم کیا جائے to show out their education career اُن کو راہنمائی فراہم کی جا سکے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! انہوں نے اس حوالے سے حکومت کی تین پالیسیوں کا پوچھا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! حکومت کی ایک پالیسی تو یہی ہے کہ تمام یونیورسٹیوں میں career counselling offices قائم کئے گئے ہیں۔ دوسری پالیسی یہ ہے اور اس پر کام بھی ہو رہا ہے کہ ہم اس بجٹ میں فنڈز بھی allocate کر دیں گے جس میں ان تمام یونیورسٹیوں کو باقاعدہ گرانٹس دی جائیں گی تاکہ طالب علموں کو ٹریننگ، ورکشاپس اور بہتر courses provide کئے جا سکیں۔

جناب سپیکر! حکومت کی تیسری پالیسی یہ ہے کہ پوسٹ گریجویٹ کالجوں میں اب صرف داخلے کے وقت help desk قائم کئے جاتے ہیں اب help desk throughout the year موجود ہوں گے تاکہ وہ طلباء کو throughout the career راہنمائی فراہم کر سکیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جز (ج) میں "بہترین تربیت" لکھا ہے تو اس سے کیا مراد ہے؟ یہ سوال بہت اچھا ہے اور آپ دیکھیں کہ ہمارا میڈیا اور یوٹیوب ہمارے ملک کو فحاشی کی طرف لے کر جا رہی ہیں اور اس میں tool عورت ہوتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! دیکھ لیں آپ یہ بات میڈیا کو کہہ رہے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ہمارے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے اندر عریانی اور فحاشی کا جو سیلاب آیا ہوا ہے، یہاں پر میڈیا کے بھائی بھی بیٹھے ہیں یہ بھی سمجھتے ہیں کہ یہ غلط ہو رہا ہے ایسا نہیں ہے کہ یہ اس کو second کرتے ہیں۔ ہر دور کے اندر شیطان کا اصل ہتھیار عورت ہوتی ہے۔ اب [******]

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ کیا کہہ دیا آپ نے؟ ان الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ "بہترین تربیت" سے کیا مراد ہے؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں نے پہلے ہی ان کے الفاظ حذف کروا دیئے ہیں۔ آپ لوگ ماشاءاللہ بہت سمجھدار ہیں اس کو issue نہ بنائیں۔ میں نے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کرا دیئے ہیں۔ محترمہ! تشریف رکھیں، تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ فائزہ احمد ملک!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محترمہ پارلیمانی سیکرٹری کوئی سے تین کالجز کے نام بتا دیں جہاں career counselling and regarding jobs خواتین کی تربیت اور راہنمائی کی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن!

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بتایا ہے میں اس کو explain again کر دیتی ہوں کہ پوسٹ گریجویٹ کالجز میں داخلہ کے دوران helping desk قائم کئے جاتے ہیں تاکہ وہ طلباء و طالبات کو guide کر سکیں کہ وہ جو subject opt کرنا چاہ رہے ہیں وہ اُن کے career میں کس طرح سے مددگار ثابت ہوں گے۔ میں نے پہلے بھی career counselling offices کی لسٹ بتائی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر صرف یہ بتانا چاہوں گی کہ ان یونیورسٹیوں میں جو ورکشاپس منعقد کی جاتی ہیں ان میں

career information, CV writing assistance, different trainings for power CV writing, interview skills, part time internship, full time planning and research etc.

جناب سپیکر! اس میں different کورسز کرائے جاتے ہیں جیسے پنجاب یونیورسٹی میں 36 کورسز کرائے جاتے ہیں۔ میں ان میں سے کچھ کا نام ان کو بتا دیتی ہوں۔ ان میں

Writing powered CV, Time management, stress management, positive self-image, self-esteem, how to prepare for powered interview, effective verbal communication fear of exams and how to make effective preparation

جناب سپیکر! اس قسم کے بہت سے کورسز اور ورکشاپس طلباء و طالبات کو کرائی جاتی ہیں جو کہ ان کے لئے during education اور education مکمل کرنے کے بعد مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ وہ جب مختلف جگہوں پر انٹرویوز کے لئے جاتے ہیں یا ملازمت کے لئے جاتے ہیں تو یہ کورسز ان کی راہنمائی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں یہاں پر صرف دو تجاویز دینا چاہوں گی۔ میری پہلی تجویز یہ ہے کہ محکمہ مختلف یونیورسٹیوں میں کیریئر کونسلنگ کے حوالے سے فنڈز رکھ رہا ہے اور فنڈز رکھے بھی ہوئے ہیں۔ میری request یہ ہو گی کہ جس طرح میری بہن نے ابھی یہاں بتایا ہے کہ ہم ورکشاپس بھی کراتے ہیں اور اس میں یہ ساری ٹریننگز دی جاتی ہیں۔ کیا کبھی کسی نے یہ چیک کیا ہے کہ ان ورکشاپس سے بچوں نے کچھ سیکھا بھی ہے یا نہیں؟ یہ فنڈز جو رکھے گئے ہیں یہ حکومت پر ایک نیا بوجھ ہے۔ میں سمجھتی ہوں اور ہماری کوشش یہ ہوتی ہے کہ ہم حکومت کو آسان طریقہ بتائیں۔ آج ہمارے سرکاری پوسٹ گریجویٹ کالجز سے جو بچے اور بچیاں باہر نکل رہے ہیں کیا ان کے اندر اتنی skill ہے۔ میں نے personally اتنا experience کیا ہے کہ بچوں اور بچیوں کو تو application نہیں لکھنی آتی اپنا CV بنانا تو بہت بڑی بات ہے۔ CV بنانا ایک ٹیکنیکل بات ہے اور اسی کی بنیاد پر آگے آپ کو ملازمت ملتی ہے۔ یہ ایک بہت بڑا issue ہے۔ ان کو تو application لکھنی نہیں آتی اور اگر ان کو کہیں ملازمت مل بھی جائے تو بچیوں اور بچوں کو بہت زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان کی ایجوکیشن کا لیول صحیح نہیں ہے تو اس کے لئے ہائر ایجوکیشن کو بہت سختی سے اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ دیکھنے والی بات ہے کہ وہاں جو ٹیچرز بچوں کو ٹریننگ دے رہے ہیں یا پڑھا رہے ہیں تو وہ ان کو کیا تعلیم دے رہے ہیں؟ ہمارا جو بچہ باہر نکلتا ہے تو اس کی تعلیم اور ڈگری international standards کو meet کرنے کے لئے بھی ناکافی ہے۔ ہمارے پاکستان میں جو official standards ہیں ان کو بھی وہ meet نہیں کر سکتا باہر تو دور کی بات ہے۔ اس کا دنیا میں نکلنا ناممکن ہے۔ ہمارا بچہ masters کر کے اگر کہیں باہر جاتا ہے تو اس کو وہاں جا کر دوبارہ نئے سرے سے پڑھائی شروع کرنی پڑتی ہے۔ ہماری تعلیم کا یہ معیار ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! میرے خیال میں آپ ایک میٹنگ ان کے ساتھ ضرور کر لیں۔ ان سے آپ کو استفادہ کرنا چاہئے۔ یہ ضروری ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! میں ان سے میٹنگ کر لوں گی اور ان کی تجاویز بھی share کر لوں گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔ اس سوال کا جواب نہیں آیا لیکن منسٹر صاحب آ گئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب گپ شپ کر رہے ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! اس سوال کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اس سوال کا جواب کہاں سے موصول ہونا تھا؟ یہ آپ کا محکمہ ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ جواب نہیں آیا میں کس سے پوچھوں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! اس سوال کا جواب موصول نہیں ہوا۔ آپ اس سوال کو pending کر دیں next session میں اس کا جواب آ جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر دیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! جواب تو دینا ہی ہے۔ محکمہ انکاری نہیں ہے جواب کسی وجہ سے نہیں آیا ہو گا۔ اس کا جواب next session میں دے دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کو pending کیا جاتا ہے اور اب سوالات بھی ختم ہوئے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج مانانوالہ میں ٹیچنگ سٹاف سے متعلقہ تفصیلات

398: جناب علی سلمان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج مانانوالہ ضلع شیخوپورہ میں اس وقت ٹیچنگ سٹاف کی اسامیاں خالی پڑی ہیں، عہدہ وار تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کالج کی بلڈنگ کتنے کمروں پر مشتمل ہے اور کتنے کمروں میں کلاسز بیٹھی ہیں؟

(ج) کالج میں کون کون سی missing facilities ہیں؟

(د) کالج کو سال 14-2013 اور 15-2014 کے دوران کتنی رقم فراہم کی گئی۔ یہ رقم کون کون سی مد میں خرچ ہوئی، تفصیل بتائی جائے؟

(ہ) کیا حکومت اس کالج کی تمام missing facilities اور ٹیچنگ سٹاف کی اسامیاں پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر بہبود آبادی، ہائر ایجوکیشن اور تحفظ ماحول (محترمہ ذکیہ شاہنواز خان):

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین مانانوالہ کا قیام ابھی عمل میں نہیں آیا للذاابھی کوئی بھی اسامی اس کالج کے لئے منظور نہیں ہوئی۔

(ب) جیسا کہ جز(الف)میں وضاحت کی گئی ہے کہ مذکورہ بالا کالج ابھی قائم نہیں ہوا اس لئے وہاں کوئی کلاس موجود نہیں ہے تاہم ایک ترقیاتی منصوبہ برائے تعمیر عمارت گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، مانانوالہ منظور ہو چکا ہے اور اس کی تعمیر موجودہ مالی سال 16-2015 میں شروع ہو جائے گی۔

(ج) جز(الف وب)میں وضاحت موجود ہے۔

(د) سال 14-2013 میں کوئی رقم فراہم نہیں کی گئی۔ تاہم ترقیاتی منصوبہ کی مد میں کالج کی عمارت کی تعمیر کے لئے سال 15-2014 میں 5.000 ملین روپے دیئے گئے تھے جو خرچ نہیں ہو سکے کیونکہ اس ترقیاتی منصوبہ کے لئے مانانوالہ میں سرکاری اراضی موجود نہ تھی تاہم پرائیویٹ اراضی کی خریداری کا عمل مکمل ہونے میں وقت درکار تھا جو کہ موجودہ مالی سال میں مکمل ہو جائے گا۔

(ہ) جز(الف وج)میں وضاحت موجود ہے۔

منڈی بہاؤالدین: گورنمنٹ ڈگری کالج سے متعلقہ تفصیلات

499: جناب شفقت محمود: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج (بوائز) ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین کی چار دیواری ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا حکومت کالج کی چار دیواری بنانے کے لئے فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک نہیں تو کیا وجوہات؟

(ج) کالج ہذا میں لیکچرار اور گریڈ 16 کی کتنی اسامیاں ہیں، ان اسامیوں پر بھرتی شدہ ملازمین کے نام وپتا تفصیلات بتائیں؟

وزیر بہبود آبادی، ہائر ایجوکیشن اور تحفظ ماحول (محترمہ ذکیہ شاہنواز خان):

(الف) جی نہیں! گورنمنٹ ڈگری کالج (بوائز) ملکوال، منڈی بہاؤالدین کی چار دیواری ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہیں البتہ چند ایک جگہ سے مرمت طلب ہے۔

(ب) جی ہاں! حکومت پنجاب کالج ہذا کی چار دیواری کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے۔ کالج کی چار دیواری کی مرمت کا معاملہ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کو پچھلے مالی سال کے دوران بھجوایا تھا لیکن M&R گرانٹ برائے مالی سال 15-2014 تعلیمی اداروں کی سکیورٹی پر خرچ کر دی گئی لہٰذا موجودہ مالی سال 16-2015 کی M&R گرانٹ سے کالجز کی چاری دیواری کی مرمت کو یقینی بنایا جائے گا۔

(ج) کالج ہذا میں لیکچرارز کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 19 ہے جبکہ 11 ریگولر لیکچررز کام کر رہے ہیں جبکہ خالی اسامیوں پر ضرورت کے مطابق (CTIs) بھرتی کئے ہوئے ہیں تاہم گریڈ16 کی کوئی اسامی نہ ہے۔ بھرتی شدہ ملازمین کے نام و دیگر تفصیلات ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

لاہور: بی آئی اینڈ ایس ای لاہور میں پیپر کی ری چیکنگ سے متعلقہ مسائل

639: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری سکول ایجوکیشن لاہور نے امتحانی جوابی کاپیوں کی ری چیکنگ فیس -/700 روپے سے بڑھا کر -/1000 کر دی ہے جبکہ درخواست فارم کی قیمت الگ وصول کی جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پیپر مارکنگ کے دوران ہونے والی بے ضابطگیوں کا ازالہ خود بورڈ کرنے کی بجائے اس کا بوجھ طلباء پر ڈال دیتا ہے؟

(ج) کیا امتحانی پرچوں کی ری چیکنگ کے طریقہ کو آسان بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر بہبود آبادی، ہائر ایجوکیشن اور تحفظ ماحول (محترمہ ذکیہ شاہنواز خان):

(الف) درست نہ ہے۔ عرض ہے کہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور نے جوابی کاپیوں کی ری چیکنگ فیس میں کوئی اضافہ نہیں کیا ہے۔ اس سال بھی 50 روپے فارم کی قیمت اور 700 روپے ری چیکنگ فیس وصول کی گئی ہے۔

(ب) پیپر مارکنگ میں کوئی بے ضابطگی نہیں ہوتی تاہم مارکنگ کے معیار کو مزید بہتر بنانے کے لئے 100 فیصد پرچوں کی سپر چیکنگ رزلٹ تیار ہونے سے پہلے کروائی جاتی ہے نیز سینئر ترین

پروفیسرز کو کوالٹی ایشورنس کو آرڈی نیٹر لگایا جاتا ہے تاکہ طالبعلموں کو ان کا حق مل جائے۔ اگر طلباء وطالبات مارکنگ سے مطمئن نہ ہوں تو ان کو پیپر کی ری چیکنگ کروانے کا پورا حق دیا جاتا ہے۔

(ج) ری چیکنگ کے لئے درخواستیں آن لائن وصول کی جاتی ہیں۔ فیس چالان بنک میں جمع ہونے کے بعد اگلے ہی دن امیدوار کو فون پر بذریعہ ایس ایم ایس خودکار طریقہ سے ری چیکنگ کے متعلق اطلاع کر دی جاتی ہے تاکہ امیدوار دفتر آکر اپنی جوابی کاپیاں دیکھ سکے اور ری چیکنگ کے متعلق تمام معلومات طلباء وطالبات کی سہولت کے لئے بورڈ ہذا کی ویب سائٹ پر بھی دستیاب ہوتی ہیں۔

لاہور: بی آئی اینڈ ایس ای کی بلڈنگ کی وائٹ واش میں کرپشن سے متعلقہ تفصیل

645: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور نے ایک کمپنی کے ساتھ بیسمنٹ سمیت کل آٹھ فلور وائٹ واش کرنے کے لئے معاہدہ کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ کمپنی اور انتظامیہ کے درمیان ٹھیکہ 74 لاکھ روپے میں طے ہوا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کمپنی نے وائٹ واش کا آغاز ٹھیکہ ہونے سے تین ماہ قبل ہی کر دیا تھا اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کمپنی صرف گراؤنڈ فلور اور فسٹ فلور وائٹ واش کرنے کے بعد رفوچکر ہو گئی تھی؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ بورڈ انتظامیہ سے ٹھیکہ حاصل کرنے والی کمپنی رقم لینے کے بعد منظر سے غائب ہو گئی ہے، اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

(و) لاہور بورڈ انتظامیہ نے جس کمپنی کو وائٹ واش کا ٹھیکہ دیا اس کا نام، مالک کا نام اور پتا کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر بہبود آبادی، ہائر ایجوکیشن اور تحفظ ماحول (محترمہ ذکیہ شاہنواز خان):

(الف) یہ درست ہے۔ بورڈ آفس نے گولڈ بلڈرز سے بیسمنٹ سمیت کل آٹھ فلور وائٹ واش کرنے کا معاہدہ کیا تھا۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ کمپنی اور بورڈ کے درمیان ٹھیکہ -/71,69,073 روپے میں ہوا تھا۔

(ج) کمپنی کو ورک آرڈر 14-07-03 کو جاری ہوا اور کمپنی نے اس کے بعد کام شروع کیا۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ فرم نے اپنا مکمل کیا ہے کمپنی کام مکمل ہونے سے پہلے نہیں گئی۔

(ہ) یہ درست نہ ہے۔ فرم نے اپنا کام مکمل کیا ہے کام مکمل ہونے کے بعد فائنل بل کی ابھی ادائیگی ہونا باقی ہے۔

(و) کمپنی کا نام گولڈ بلڈرز اور کمپنی کا مالک انجنیئر سعید اختر ہے اور اس کی فرم پاکستان انجنیئرنگ کونسل سے کیٹیگری سی فور میں رجسٹرڈ ہے اور اس کا ایڈریس E-865 جوہر ٹاؤن لاہور ہے۔

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے بہاولنگر کیمپس سے متعلقہ تفصیلات

650: جناب شوکت علی لالیکا: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا کیمپس بہاولنگر میں ہے، ان کی بلڈنگ موجود ہے؟

(ب) کیا حکومت اس کیمپس کو یونیورسٹی کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر بہبود آبادی، ہائر ایجوکیشن اور تحفظ ماحول (محترمہ ذکیہ شاہنواز خان):

(الف) جی ہاں! اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا بہاولنگر کیمپس 2005 سے کام کر رہا ہے اور اس علاقے کے طلباء و طالبات کو اعلیٰ تعلیم کی سہولیات مہیا کر رہا ہے۔ اسلامیہ یونیورسٹی کے بہاولنگر کیمپس کی تعمیر کے لئے 408.639 ملین روپے کا ڈویلپمنٹ پراجیکٹ ہائر ایجوکیشن کمیشن، حکومت پاکستان کی طرف سے دیا گیا۔ اس پراجیکٹ کے تحت یونیورسٹی کے بہاولنگر کیمپس میں ایک عدد اکیڈمک بلاک اور سٹوڈنٹ ہاسٹل تعمیر کیا جا چکا ہے۔ مذکورہ عمارات طلباء کے زیر استعمال ہیں۔

(ب) تاحال حکومت اس کیمپس کو یونیورسٹی کا درجہ دینے کا ارادہ نہیں رکھتی ہے۔

حلقہ پی پی۔130 ڈسکہ میں واقع گرلز کالج میں ایم اے / ایم ایس سی کی تعلیم سے متعلقہ تفصیلات

757: جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔130 ڈسکہ میں کتنے گرلز کالج ہیں اور ان کالجز میں ایم اے / ایم ایس سی کی کلاسز جاری ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) مذکورہ کتنے کالجز میں بی ایس کی تعلیم دی جا رہی ہے اگر نہیں دی جا رہی ہے تو حکومت کب سے بی ایس کی کلاسز شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، مکمل تفصیلات دی جائیں؟

وزیر بہبود آبادی، ہائر ایجوکیشن اور تحفظ ماحول (محترمہ ذکیہ شاہنواز خان):

(الف) حلقہ پی پی۔130 ڈسکہ میں صرف ایک گرلز کالج ہے اور اس میں ایم اے انگریزی اور اسلامیات کی کلاسز جاری ہیں جبکہ ایم اے اردو میں داخلے کے لئے کالج میں کوئی درخواست موصول نہیں ہوئی۔

(ب) گورنمنٹ ڈگری کالج ڈسکہ میں بی ایس سی کی کلاسیں ہو رہی ہیں جبکہ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج فار وومن ڈسکہ میں بلڈنگ، لیب اور فیکلٹی کی کمی کی وجہ سے کلاسیں شروع نہیں کی جا سکیں۔ تاہم پرنسپل کو ہدایات جاری کی جا چکی ہیں کہ بی ایس سی بلاک کے لئے جلد PC-I تیار کر کے جمع کروائے۔

یونیورسٹی آف گجرات میں سرکاری گاڑیوں کی تفصیلات

759: حاجی عمران ظفر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یونیورسٹی آف گجرات کے پاس کون کون سے ماڈل کی سرکاری گاڑیاں موجود ہیں، تفصیل فراہم کریں؟

(ب) ان گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول کی مد میں سال 13۔2012 تا 15۔2014 کے دوران کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(ج) یہ گاڑیاں کون کون سے افسران کے کب سے زیر استعمال ہیں، تفصیل فراہم کریں؟

وزیر بہبود آبادی، ہائر ایجوکیشن اور تحفظ ماحول (محترمہ ذکیہ شاہنواز خان):

(الف) یونیورسٹی آف گجرات کے زیر استعمال جن ماڈلز کی گاڑیاں موجود ہیں۔ ان کی تفصیل (Flag-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یونیورسٹی آف گجرات کے زیر استعمال گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول کی مد میں جو رقم 13-2012 تا15-2014 کے دوران خرچ ہوئی ان اخراجات کی تفصیل (Flag-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یونیورسٹی آف گجرات کی گاڑیاں جن افسران کے زیر استعمال رہی ہیں ان کی تفصیل (Flag-C)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ساہیوال میں یونیورسٹی کے قیام کا مسئلہ

854: محترمہ نگہت شیخ: کیاوزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ حکومت نے اوکاڑہ، رحیم یار خان اور ساہیوال میں یونیورسٹیز بنانے کا اعلان کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت گورنمنٹ کالج ساہیوال کو یونیورسٹی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر بہبود آبادی، ہائر ایجوکیشن اور تحفظ ماحول (محترمہ ذکیہ شاہنواز خان):

(الف) یہ درست ہے کہ موجودہ حکومت نے اوکاڑہ، رحیم یار خان اور ساہیوال میں یونیورسٹیز بنانے کا اعلان کیا تھا۔ اس حوالے سے رحیم یار خان اور ساہیوال میں یونیورسٹیز کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے جبکہ یونیورسٹی آف اوکاڑہ کے قیام کا بل پنجاب اسمبلی میں منظوری کے لئے پیش کیا جا چکا ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔
حکومت نے بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان کے ساہیوال سب کیمپس کو اپ گریڈ کر کے یونیورسٹی بنا دی ہے۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: اب جناب امجد علی جاوید مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) ڈرگز پنجاب 2015، مسودہ قانون (دوسری ترمیم) ڈرگز پنجاب 2015، مسودہ قانون (ترمیم) فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015، مسودہ قانون ممانعت شیشہ نوشی 2014 اور سروسز ہسپتال میں غیر قانونی بھرتیوں کے حوالے سے پوائنٹ آف آرڈر پر مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں توسیع

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

1. The Punjab Drugs (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 39 of 2015)
2. The Punjab Drugs (Second Amendment) Bill 2015 (Bill No. 41 of 2015)
3. The Fatima Jinnah Medical University Lahore (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 6 of 2016)
4. The Punjab Prohibition of Sheesha Smoking Bill 2014 (Bill No. 6 of 2014) moved by Ch Shahbaz Ahmad, MPA PP-143 and
5. Matter raised by Mian Mehmood-ur-Rasheed, MPA Leader of the Opposition on a point of order regarding illegal appointments in Services Hospital, Lahore.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

1. The Punjab Drugs (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 39 of 2015)
2. The Punjab Drugs (Second Amendment) Bill 2015 (Bill No. 41 of 2015)

3. The Fatima Jinnah Medical University Lahore (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 6 of 2016)
4. The Punjab Prohibition of Sheesha Smoking Bill 2014 (Bill No. 6 of 2014) moved by Ch. Shahbaz Ahmad, MPA PP-143. and
5. Matter raised by Mian Mehmood-ur-Rasheed, MPA Leader of the Opposition on a point of order regarding illegal appointments in Services Hospital, Lahore.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

1. The Punjab Drugs (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 39 of 2015)
2. The Punjab Drugs (Second Amendment) Bill 2015 (Bill No. 41 of 2015)
3. The Fatima Jinnah Medical University Lahore (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 6 of 2016)
4. The Punjab Prohibition of Sheesha Smoking Bill 2014 (Bill No. 6 of 2014) moved by Ch Shahbaz Ahmad, MPA PP-143. and
5. Matter raised by Mian Mehmood-ur-Rasheed, MPA Leader of the Opposition on a point of order regarding illegal appointments in Services Hospital, Lahore.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب مخدوم سید محمد مسعود عالم مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) قیام امن عامہ پنجاب 2016،
آرڈیننس (ریلیف و بحالی) دہشت گردی سے متاثرہ سویلین پنجاب 2016
مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

مخدوم سید محمد مسعود عالم: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

1. The Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill 2016 (Bill No.16 of 2016). and
2. The Punjab Civilian Victims of Terrorism relief and Rehabilitation Bill 2016 (Bill No.18 of 2016)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

1. The Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill 2016 (Bill No.16 of 2016). and
2. The Punjab Civilian Victims of Terrorism relief and Rehabilitation Bill 2016 (Bill No.18 of 2016)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

1. The Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill 2016 (Bill No.16 of 2016). and
2. The Punjab Civilian Victims of Terrorism relief and Rehabilitation Bill 2016 (Bill No.18 of 2016)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

گجرات میں مسیحیوں کو مسائل اور مشکلات کا سامنا

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! دو تین دن پہلے یہاں پر ایک بہت ہی اہم معاملہ ہاؤس میں منڈی بہاؤالدین سے متعلق لایا گیا تھا۔ اس پر لاء منسٹر صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ وہ دو تین دن میں اس کی رپورٹ پیش کریں گے۔ اب منڈی بہاؤالدین کے بعد گجرات میں بھی مسیحیوں میں بہت بے چینی پائی جا رہی ہے اور وہ بہت مشکلات میں ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت ضروری ہے کہ ہم ان کے مسائل کو حل کریں۔ میں آج آپ کی وساطت سے وزیر قانون کو بھی اور وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور کو بھی یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس مسئلہ کو جلد از جلد حل کرائیں۔ وہاں سے لوگ نقل مکانی کر کے اپنے گھروں کو چھوڑ گئے ہیں۔ وہاں پر اتنا ڈر اور خوف پایا جاتا ہے کہ اب وہاں پر لوگ رہنا نہیں چاہتے۔ پاکستان میں مسیحیوں کے ساتھ اس طرح کیوں ہو رہا ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت ضروری ہے کہ ہم ایک ایسی پالیسی بنائیں اور لوگوں کو بتائیں کہ پاکستانی مسیحی پاکستانی ہی ہیں اور ہم پاکستانی باشندے ہیں۔ ہم یہاں پر پیدا ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ کون ہے اور کس نے کہا ہے کہ وہ پاکستانی نہیں ہیں؟ محترمہ! بات کو ایسے نہ اٹھایا کریں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری بہن نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے کل اس پر بحکم وزیر اعلیٰ 10:30 بجے ہوم ڈیپارٹمنٹ میں بہت اہم میٹنگ ہوئی جس میں اعلیٰ افسران نے شرکت کی۔ یہ دو درخواستیں تھیں ان دونوں کو concocted قرار دے کر unfound پا کر

خارج کر دیا گیا ہے بلکہ وہ درخواست دہندہ جس کا نام عمران تھا اس کے خلاف کارروائی کی گئی ہے جس نے غلط درخواست دی تھی۔

جناب سپیکر! میں اب بھی وزیر اعلیٰ کے حکم پر گجرات اور منڈی بہاؤالدین جا رہا ہوں وہاں پر ہر قسم کی interfaith tolerance اور جو harmony ہے اس کی میٹنگ ہے۔ میں اپنی بہن کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ کوئی ایسا مسئلہ نہ ہو لیکن دونوں درخواستیں جھوٹی قرار پا کر خارج کر دی گئی ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فتیانہ صاحب!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہاں پر ایک نوٹیفکیشن پڑھ کر سنانا چاہوں گا جو سیکرٹری ہائر ایجوکیشن نے کیا ہے۔ یہ روٹین سے ہٹ کر نوٹیفکیشن کیا گیا ہے۔ میں اس ایوان کے سامنے یہ نوٹیفکیشن رکھنا چاہوں گا اور پوچھنا چاہوں گا کہ یہ routine practice سے ہٹ کر کیوں practice کی گئی ہے؟ یہ نوٹیفکیشن ہے کہ:

> Mrs Mehrunisa, Assistant Professor, Psychology BS-18 Government Degree College women Sangla Hill, Nankana Sahib is hereby transferred and posted as usually in BS-19…

جناب سپیکر: فتیانہ صاحب! آپ جو پڑھ رہے ہیں یہ کیا چیز ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! ایک بی ایس۔19 کی پرنسپل کو suspend کیا گیا اور اسی دن immediate effect کے ساتھ اس اسسٹنٹ پروفیسر بی ایس۔18 یعنی ایک جونیئر آفیسر کو وہاں پر پرنسپل کا عہدہ دیا گیا اور ساتھ آرڈرز میں لکھا گیا ہے کہ جب بھی وہ promote ہوں گی بے شک وہ پانچ سال بعد ہوں یا چار سال بعد ہوں جب بھی انہوں نے promote ہونا ہے انہوں نے یہیں پر آ کر پرنسپل لگنا ہے۔ ایسی کیا بات ہے کہ وہی خاتون اسی جگہ پر تعینات ہو۔۔۔

جناب سپیکر: فتیانہ صاحب! آپ کوئی تحریک لکھ کر لائیں اس کے بعد کوئی نوٹس لیا جائے گا۔ ایسے نہ کریں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ سیکرٹری ہائر ایجوکیشن کا نوٹیفکیشن ہے۔

جناب سپیکر: میں اس کو authentic کیسے مانوں؟ میں اس پر نوٹس نہیں لوں گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اس پر ڈائری نمبر لکھا ہوا ہے۔ آپ اس پر نوٹس لیں۔

جناب سپیکر: فتیانہ صاحب! نہیں، میں اس پر نوٹس نہیں لوں گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اس matter کو کمیٹی میں بھیج دیا جائے۔ ادھر ہائر ایجوکیشن کی پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ بھی بیٹھی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: فتیانہ صاحب! آپ تحریری طور پر ایوان میں لے کر آئیں جو کہ طریق کار ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: فتیانہ صاحب! نہیں، پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں ہو سکتا کیا ادھر کوئی ایجوکیشن کے منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اس کو کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ اس پر انکوائری ہو۔

جناب سپیکر: فتیانہ صاحب! یہ تو آپ اپنی طرف سے لے کر آئے ہیں اس پر آپ تحریک التوائے کار لے کر آئیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: فتیانہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ایسے نہیں ہو سکتا۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! آپ ان سے یہ نوٹیفکیشن لے لیں اور آپ اس کو check کروا کے پھر یہاں پر جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر 18 چوہدری اشرف علی انصاری کی ہے یہ تحریک استحقاق پڑھی جا چکی ہے اور اس تحریک استحقاق کا جواب لیتے ہیں، پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اس پر کیا ہونا چاہئے؟ آپ تشریف رکھیں۔

تحریک التوائے کار نمبر 830/15 کے حوالے سے محکمہ ہائر ایجوکیشن کی جانب سے غلط جواب کی فراہمی

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! اس پر میں صرف ہاؤس کو آگاہ کرنا چاہوں گی کہ انہوں نے جیسا کہا ہے کہ محکمے نے پورا جھوٹ کا پلندہ دیا ہے تو ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن اس میں ایک portion غلط ہے تو میں آپ سے یہ request کروں گی کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! کیا اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! جی،

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے آپ کی مرضی ہے۔ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

چوہدری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 199/16 ڈاکٹر سید وسیم اختر کی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار ابھی پڑھی نہیں گئی ہے لہٰذا وہ اسے پیش کریں۔

چوہدری لال حسین: جناب سپیکر! Please give me one minute. میں نے ایک منٹ کے لئے یہ تحریک التوائے کار پیش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: چوہدری صاحب! میں نے پہلے ڈاکٹر سید وسیم اختر کا نمبر بول دیا ہے تو اس کے بعد آپ کی تحریک التوائے کار لیتے ہیں۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

محکمہ اوقاف سرکل خانپور موضع گلانی میں ایک ارب روپے مالیتی رقبہ کو عملہ کی ملی بھگت سے آدھی قیمت پر فروخت کرنے کا انکشاف

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 8۔ مارچ 2016 کی خبر کے مطابق محکمہ اوقاف کا ملکیتی ایک ارب روپے مالیتی رقبہ موضع گلانی کے عملہ کی ملی بھگت سے آدھی قیمت پر لینڈ مافیا نے قبضہ کر کے فروخت کرنا شروع کر دیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق قیمتی اراضی کو مبینہ طور پر پٹواری محکمہ اوقاف محمد عبداللہ اور مینجر اوقاف سرکل خانپور غلام فرید کی ملی بھگت سے قبضہ گروپ کو فی ایکڑ 10 لاکھ روپے میں دیا جا رہا ہے جبکہ اس زمین کی اصل قیمت 20 لاکھ فی ایکڑ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بغیر فائنل ٹرانسفر کے قبضہ گروپ نے گزشتہ روز کھاتہ نمبر 4/365 کے کلہ نمبر 16 پر قبضہ کر کے تعمیرات شروع کر دیں جبکہ موضع بھر میں واقع 40 فیصد کے لگ بھگ محکمہ اوقاف کے رقبہ پر مکانات تعمیر ہو چکے ہیں۔ مقامی افراد نے اس پر زبردست احتجاج کرتے ہوئے ڈویژنل آفیسر اوقاف، ڈائریکٹر اوقاف اور وزیر اعلیٰ پنجاب و اعلیٰ حکام سے سخت کارروائی کا مطالبہ کیا ہے۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے اور اس تحریک التوائے کار کو متعلقہ محکمے کو بھیجا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب ثقلین انور سپرا): جناب سپیکر! میرے پاس اس تحریک التوائے کار کا جواب ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! میں نے اب آرڈر کر دیا ہے۔ اب آپ اس تحریک التوائے کار کا next week میں جواب دے دیں۔ شکریہ۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16/383 چودھری لال حسین کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

پی پی۔26 علاقہ پہاڑ میں بھیڑ بکریاں پالنے والوں کو ڈی ایف او جہلم کی جانب سے کسی خاص مقصد کے لئے بکریاں چرانے سے منع کرنا

چودھری لال حسین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جذبہ" مورخہ 6۔ مئی 2016 میں میرے بیان کے حوالے سے ہی خبر شائع ہوئی ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔26 کے علاقہ پہاڑ میں عرصہ 70 سال سے مقامی رہائشی بکریاں پالنے کا کاروبار کرتے ہیں جن پر ان کا گزر و بسر ہے لیکن ڈی ایف او جہلم نے مقامی رہائشیوں کو وہاں بکریاں چرانے سے منع کیا ہے اور انہیں سختی سے کہا ہے کہ اگر آپ نے بکریاں چرائیں تو میں آپ کے خلاف مقدمات درج کرا کر قید کرا دوں گا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بکریاں صرف نیچے گرے ہوئے پتے یا گھاس پھوس کھاتی ہیں اور دوسری طرف چرواہے چوکیداروں کا کام بھی سرانجام دیتے ہیں جن کی وجہ سے لکڑی چوری کی واردات کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ ڈی ایف او مقامی آبادی کے لوگوں کو جو وہاں پر کئی دہائیوں سے بکریاں چراتے ہیں انہیں کسی خاص مقصد کے لئے بکریاں چرانے سے منع کر رہا ہے۔ اس ساری صورتحال سے مقامی آبادی میں خصوصی طور پر اور صوبہ پنجاب کے عوام میں عمومی طور پر انتہائی پریشانی، اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! جو لوگ وہاں کے رہائشی نہیں ہیں ان کو DFO بکریاں چرانے دیتا ہے، اس کی ایک خاص وجہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ پڑھی گئی ہے بس اب آپ تشریف رکھیں۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 274/16 چودھری عامر سلطان چیمہ، ڈاکٹر محمد افضل اور سردار محمد آصف نکئی کی ہے، چیمہ صاحب! اسے پیش کریں۔

پنجاب کی جیلوں میں عملہ کی جانب سے قیدیوں کو موبائل فون کی سہولت فراہم کرنے کاانکشاف

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دُنیا" مورخہ 19۔ اپریل 2016 کی خبر کے مطابق لاہور پنجاب کی جیلوں میں موبائل فون کا استعمال جاری ہے۔ جیلوں میں ٹوری قیدیوں کا راج ہے۔ چار برسوں میں 20 ہزار 448 موبائل فون سمیں اور چار جر پکڑے گئے۔ جیل خانہ جات انتظامیہ نے متعدد ملازمین و قیدیوں کو سزائیں دیں اور مزید اقدامات کرنے کے لئے جیمرز نصب اور خفیہ ٹیمیں بھی تشکیل دے دی ہیں۔ ذرائع نے دعویٰ کیا ہے کہ جیلوں میں ٹوری قیدیوں نے مختلف آلات بھی حاصل کر لئے ہیں جو جیمرز کا بھی توڑ نکال دیتے ہیں۔ روزنامہ "دُنیا" کی تحقیقات بتاتی ہیں کہ جیلوں میں چار برس کے دوران 8198 موبائل فون، 10230 سمیں اور 2020 چار جر برآمد ہوئے ہیں۔ ذرائع کا دعویٰ ہے کہ بعض جیلوں میں عرصہ دراز سے ایک ہی جیل میں تعینات اہلکاروں نے اپنی جیبوں میں پی سی اوز بنا رکھے ہیں جو ایک منٹ سے لے کر دس منٹ تک ٹوری قیدیوں کو جیمرز کی حدود سے دور لے جاکر کالز کراتے ہیں اور بھاری معاوضہ لیتے ہیں۔ اہلکار منتھلی جیلوں کے اندر نہیں بلکہ قیدیوں کے لواحقین سے لیتے ہیں۔ ذرائع سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جیلوں میں ڈیوٹی کے دوران افسران یا اہلکاران کو موبائل پاس رکھنے کی اجازت ہی نہیں ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو till next week pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 72/16 محکمہ صحت سے متعلقہ ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آنا تھا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

گورنمنٹ نواز شریف ہسپتال یکی لاہور کے ڈاکٹرز اور عملہ کے ناروا سلوک سے مریضوں اور لواحقین کو پریشانی کا سامنا

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! شکریہ۔ گورنمنٹ نواز شریف ہسپتال یکی گیٹ لاہور کے ڈاکٹروں اور ملازمین کا روّیہ مریضوں اور اُن کے لواحقین کے ساتھ normally اچھا ہوتا ہے۔ یہ الزام کہ ڈاکٹرز اور ملازمین مریضوں اور اُن کے لواحقین کے ساتھ ناروا سلوک رکھتے ہیں اور اُن کو پریشان کرتے ہیں، اگر overall بات کریں تو یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ گورنمنٹ نواز شریف ہسپتال یکی گیٹ میں ایمرجنسی اور indoor مریضوں کا علاج سو فیصد مفت کیا جاتا ہے جبکہ outdoor میں بھی زیادہ تر ادویات مفت دی جاتی ہیں۔ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ اور ڈپٹی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کا دروازہ تمام افراد کے لئے بغیر روک ٹوک کے کھلا ہے لہٰذا یہ الزام کہ سرکاری ہسپتال پرائیویٹ کلینک کا نقشہ پیش کر رہا ہے اور غریب آدمی کی شنوائی ناممکن ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ مناسب نہیں ہے۔ گورنمنٹ نواز شریف ہسپتال یکی گیٹ میں صفائی کرنے والا عملہ چوبیس گھنٹے موجود ہوتا ہے اور وقفے وقفے سے صفائی کے انتظام کو چیک کیا جاتا ہے۔ گورنمنٹ نواز شریف ہسپتال یکی گیٹ کی سکیورٹی کا نظام عسکری گارڈ جو کہ ریٹائرڈ آرمی ملازم ہیں، اُن کے سپرد ہے اور سکیورٹی کو روزانہ متعلقہ تھانہ کے انچارج اور سپیشل برانچ کے پولیس آفیسر سختی کے ساتھ چیک کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 179 ہے، کیا اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کا جواب ابھی نہیں آیا لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو please pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 181 ہے، کیا اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے؟ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

ٹیچنگ ہسپتالوں کی طرف سے ناجائز فیسوں کی مد میں مریضوں اور سٹوڈنٹس سے کروڑوں روپے بٹورنے کا انکشاف

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور میں زیر تعلیم طلباء و طالبات سے حکومتِ پنجاب کے مقرر کردہ قوانین اور شرائط کے مطابق فیسیں وصول کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز امتحانات کی مد میں جو فیسیں لاگو کرتی ہے وہ بھی یونیورسٹی کے اکاؤنٹ میں اسی طرح منتقل کر دی جاتی ہیں۔ جناح ہسپتال میں آنے والے پرائیویٹ مریضوں سے گورنمنٹ اور بورڈ آف مینجمنٹ سے منظور شدہ فیسیں ہی وصول کی جاتی ہیں اور کسی بھی طرح کے over charges وصول نہیں کئے جاتے۔ مزید برآں غریب اور مستحق مریضوں سے کسی قسم کی کوئی فیس وصول نہیں کی جاتی۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 184 ڈاکٹر سید وسیم اختر کی ہے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

سرکاری ہسپتالوں میں ڈائیلسز کے یونٹس کم ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! لاہور جنرل ہسپتال میں 34 ڈائیلسز مشینیں کام کر رہی ہیں۔ ایمرجنسی میں آنے والے تمام مریضوں کے ڈائیلسز فوری طور پر کئے جاتے ہیں اور روزانہ 60 سے زائد مریضوں کے ڈائیلسز کئے جاتے ہیں۔ لاہور جنرل ہسپتال میں حکومتِ پنجاب کی پالیسی کے مطابق گردوں کے تمام مریضوں کو ڈائیلسز کی سہولت اور ادویات مفت فراہم کی جارہی ہیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! معزز صحافی بھائیوں نے بائیکاٹ کیا ہے۔

جناب سپیکر: کیا خیر ہے کیونکہ مجھے نہیں پتا کہ کس بات پر کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! کل کسانوں کے مظاہرے میں ARY ٹی وی چینل کے صحافی کے ساتھ کافی زیادتی اور تشدد ہوا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے ابھی بائیکاٹ کیا ہے۔

جناب سپیکر: پھر آپ ہی ہمت کریں اور ساتھ میرے خیال میں مراد راس صاحب کو بھی لے جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ رانا ارشد صاحب کے ساتھ ایک منسٹر صاحب کو بھی بھیج دیں اور اپوزیشن کی طرف سے بھی ایک صاحب کو بھیج دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے اُن کو کہہ دیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایک منسٹر صاحب کو بھیج دیں، رانا ارشد صاحب چلے جائیں اور ایک اپوزیشن کی طرف سے بھی کسی دوست کو بھیج دیں۔

جناب سپیکر: چودھری شیر علی صاحب! آپ بھی چلے جائیں اور ساتھ ڈاکٹر مراد راس اور رانا ارشد جا کر صحافی بھائیوں کو منا کر لائیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر کانکنی و معدنیات جناب شیر علی خان، پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد) اور معزز ممبر ڈاکٹر مراد راس صحافی حضرات کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

اگلی تحریک التوائے کار نمبر 215 ہے، کیا اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے؟ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

لاہور میں عطائی ڈاکٹروں کی بھرمار

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! اصل میں بہت زیادہ تحاریک ہیں اور ماشاء اللہ 20/22 سے زائد ہیں۔ زیادہ ممبران صحت کے متعلق تحاریک التوائے کار لے کر آ رہے ہیں اس لئے مجھے اس کی فائل ڈھونڈنا پڑی ہے۔ معزز ایوان کی اطلاع کے لئے بیان کیا جاتا ہے کہ پنجاب ہیلتھ

کیئر کمیشن پاکستان میں شعبہ صحت کو بنیادی ڈھانچہ مہیا کرنے والا پہلا انضباطی ادارہ ہے جو معزز ایوان کے منظور شدہ پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن ایکٹ 2010 کے تحت پنجاب بھر میں صحت کی سہولیات فراہم کرنے والے اداروں کی خدمات کے معیار کو بہتر بنانے اور عطائیت کے سدباب کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ کمیشن کے تحت رجسٹریشن/لائسنس کے حصول کے طریق کار مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن ایکٹ 2010 کے تحت صحت کی سہولیات فراہم کرنے والے اداروں کے لئے قانوناً لازمی ہے کہ پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن ایکٹ 2010 کے سیکشن (2)13 کے تحت اپنے ادارے کے متعلقہ کمیشن کا تجویز کردہ رجسٹریشن فارم مکمل تفصیلات کے اندراج کے بعد کمیشن کے دفتر میں جمع کروائیں اور اپنے ادارہ کی رجسٹریشن حاصل کریں۔ یہ رجسٹریشن فارم کمیشن کی ویب سائٹ سے download کیا جاسکتا ہے یا کمیشن کے دفتر سے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

2۔ دستخط شدہ فارم کمیشن کے دفتر میں مکمل fill کرکے بھیجنا اور جمع کروانا ضروری ہے۔ اس کے بعد اس ادارے کی طرف سے درخواست برائے لائسنس مع فیس جمع کروائی جانی ضروری ہے۔ مکمل کوائف جمع کروانے پر عبوری لائسنس دیا جاتا ہے۔ عبوری لائسنس حاصل کرنے والے ادارے کو کم از کم مطلوبہ معیارات minimum service delivery standards فراہم کئے جاتے ہیں اور صوبائی لائسنس حاصل کرنے والے ادارے کے عملہ کو minimum service delivery standards پر ٹریننگ دی جاتی ہے تاکہ وہ ان پر عملدرآمد کو یقینی بناسکیں۔

جناب سپیکر! صحت کی سہولیات فراہم کرنے والا ادارہ ان مطلوبہ معیارات کو مخصوص کئے گئے وقت پر نافذ کرتا ہے اور regular لائسنس کے حصول کی درخواست جمع کرواتا ہے۔ پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن ایکٹ 2010 کے مطابق مقرر کردہ غیر جانبدار ماہرین کی ٹیم اس ادارے کا معائنہ کرتی ہے اور اس بات کی جانچ پڑتال کرتی ہے کہ کم از کم مطلوبہ معیارات کے نفاذ کی صورتحال اس وقت کیا ہے۔ مکمل عملدرآمد کی صورت میں regular لائسنس issue کر دیا جاتا ہے اگر معیارات پر پورا نہ اترا جائے تو اس صورت میں لائسنس کا اجراء معیارات کے مکمل نفاذ تک مؤخر کر دیا جاتا ہے۔ معزز ایوان کی اطلاع کے لئے بیان کیا جاتا ہے کہ پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن اب تک 29 ہزار طبی اداروں کو رجسٹرڈ کر چکا ہے جن میں سے 10 ہزار پانچ سو clinics/اداروں کو عبوری لائسنس جاری کئے جا چکے ہیں۔

جناب سپیکر! یاد رہے کہ first phase میں 14-2013 میں تمام تر توجہ پچاس سے زائد بیڈ رکھنے والے ہسپتالوں اور طبی اداروں کی صورتحال بہتر بنانے کے لئے اِن کے عملہ کی MSDS

صحت کی خدمات پر کم از کم معیار پر عملدرآمد کی استعداد بڑھانے پر تھی۔ اس مقصد کے لئے ایک جامع تربیتی پروگرام پر ترجیحی طور پر عملدرآمد کیا گیا تاکہ بڑے ہسپتالوں میں طبی معیار کو بہتر بنانے کے لئے رول ماڈل بنا کر دوسرے مرحلے میں پچاس سے کم بستر والے اداروں پر اپنی توجہ مرکوز کی جائے۔

جناب سپیکر! آخر میں outdoor کی سہولیات مہیا کرنے والے اداروں پر MSDS عملدرآمد شروع کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے کمیشن اب تک 3418 طبی سہولیات کے لئے 4282 افراد کو MSDS پر عملدرآمد کے بارے میں مفصل تربیت مہیا کر چکا ہے۔ واضح رہے کہ سندھ ہیلتھ کیئر کمیشن 2014 میں قائم ہوا اور ابھی تک رجسٹریشن اور لائسنسنگ کا کام شروع نہیں ہو سکا۔ بلوچستان میں بھی بلوچستان ہیلتھ کیئر کمیشن ابھی تک قائم ہی نہیں ہو سکا جبکہ خیبر پختونخوا میں ہیلتھ کیئر کمیشن 2015 میں معرضِ وجود میں آیا مگر 2002 سے ہیلتھ کیئر اتھارٹی کے تحت رجسٹریشن کا عمل جاری تھا اور 2016 تک صرف چار ہزار افراد رجسٹرڈ کئے جا سکے ہیں۔

جناب سپیکر! مختلف شعبہ جات کے ماہرین کی بھرپور مشاورت کے بعد 2012 میں پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن کے تیار کردہ پچاس بستر یا اُس سے زیادہ کی طبی سہولیات کے MSDS حکومت سے منظور ہونے کے بعد نافذ کئے جا چکے ہیں اور اسی طرح category دوئم ایک سے پچاس بستر کی طبی سہولیات کے standards اور ہومیوپیتھک اداروں کے MSDS منظوری کے بعد نافذ ہو چکے ہیں جبکہ باقی 9 قسم کی طبی سہولیات کے MSDS منظوری کے مختلف مراحل میں ہیں۔ دریں اثناء پنجاب میں طبی سہولیات کے معیار سے متعلق 691 شکایات پر تفصیلی کارروائی کرنے کے بعد کمیشن اب تک 457 شکایات کو نمٹا چکا ہے لہٰذا مذکورہ خبر میں اس بارے میں جو معلومات دی گئی ہیں ہم اُس سے اتفاق نہیں کرتے بلکہ پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن کی صحت کی سہولیات کو بہتر بنانے کے لئے بیان کیا جاتا ہے کہ پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن ایکٹ 2010 کے نفاذ سے پہلے مندرجہ ذیل قوانین عطائیت کے خلاف کارروائی کے لئے لاگو تھے جن میں PMDC آرڈیننس 1962، میڈیکل اینڈ ڈینٹل ڈگری آرڈیننس 1982، ڈرگ ایکٹ 1976 اور 1968 کے Allopathic System Rules شامل ہیں۔

جناب سپیکر! تاہم یہ سب قوانین غیر تسلی بخش عملدرآمد کی وجہ سے عطائیت کا خاتمہ کرنے میں ناکام رہے۔ معیاری طبی سہولیات کی عدم فراہمی یا وسائل کی کمی کی وجہ سے عام آدمی کی دسترس سے ایسی سہولیات باہر ہونے کی بنا پر عطائیت کا مرض پاکستان کو ورثہ میں ملا ہے اور 1947 سے لے کر 2010 تک تمام سرکاری ادارے عطائیت کا سدباب کرنے میں ناکام رہے۔ چنانچہ پنجاب ہیلتھ کیئر

کمیشن نے ادارہ کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے اور عطائیت کے ناسور کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد اگست 2013 میں حکومت پنجاب محکمہ صحت کو عطائیت کے خلاف بھرپور جنگ لڑنے کے لئے واضح خدوخال تجویز کئے ہیں جن کے مطابق مندرجہ ذیل اقدامات تجویز کئے گئے:

1۔ جائز قانونی حیثیت رکھنے والے تمام طبی اداروں کی کمیشن کے تحت رجسٹریشن۔
2۔ Quackery کے انسداد کے لئے مرکزی ادارہ/ڈائریکٹوریٹ کا قیام۔
3۔ موجودہ قوانین کے سُقم دور کر کے انہیں مؤثر بنانا۔
4۔ عوام الناس میں عطائیت کے خلاف شعور پیدا کرنے کے لئے مؤثر آگہی مہم شروع کی جائے۔
5۔ عطائیت کے اختتام کے لئے تمام اداروں کا مربوط عملدرآمد۔
6۔ مریضوں کی تعداد کے مطابق موزوں طبی سہولیات کی فراہمی کے لئے درکار اقدامات کئے جائیں۔
7۔ تمام متعلقہ اداروں میں باہم مشاورت۔

جناب سپیکر! اس دوران پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن نے اخبارات میں عطائیوں کے بارے میں چھپنے والی خبروں اور ان کے بارے میں براہ راست موصول ہونے والی شکایات پر متعلقہ ضلعی حکومتوں کو مروجہ قوانین کے تحت سخت قانونی کارروائی کے لئے ہدایات جاری کرنا شروع کیں۔ دریں اثناء 2015 کے وسط تک کمیشن کے احکامات کے تحت 1632 عطائیوں کے کلینکس کی بندش کی جا چکی تھی۔ تاہم عطائیت کے ناسور کے مکمل خاتمہ کے لئے کمیشن نے مندرجہ بالا نکات کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کن مہم کے آغاز کے لئے ایک جامعہ لائحہ عمل مرتب کیا جس کے تحت مختصر، درمیانے اور لمبے عرصہ کے لئے عطائیت کے خلاف مجوزہ اقدامات کی مکمل منصوبہ بندی کی گئی۔ عطائیت کے خاتمے کی مہم کے آغاز میں عوام الناس اور طبی شعبہ کی بھرپور شمولیت کے لئے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے عطائیت کے خطرے کے بارے میں بھرپور آگاہی کا پروگرام شروع کیا گیا تاکہ غیر مستند، غیر محفوظ اور غیر معیاری خدمات کی فراہمی کی روک تھام کی جا سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ صحت کی خدمات مہیا کرنے والے اور طب کے شعبہ میں پیشہ ور ماہرین کو کمیشن کے ساتھ خود کو رجسٹر کرانے کی ترغیب بھی دی گئی۔ کمیشن کی مفت ہیلپ لائن اور آن لائن ذرائع سے اس ضمن میں عوام کو عطائی حضرات کے بارے میں اطلاع دینے کی ترغیب بھی دی گئی۔

جناب سپیکر! صوبے کے مختلف شہروں میں میڈیا کے ساتھ راؤنڈ ٹیبل اجلاس کا اہتمام کیا گیا تاکہ مختلف stakeholders کو ایک پلیٹ فارم مہیا ہو سکے جہاں وہ عطائیت کی وجوہات اور اس کے خاتمے کے لئے مختلف طریق کار پر غور کر سکیں اور مؤثر قابل عمل حکمت عملی مرتب ہو سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ کمیشن نے تمام سرکردہ ٹی وی چینلز پر انٹرویوز، بات چیت، ٹاک شوز وغیرہ کے ذریعے عطائیت کے خلاف اس مہم کے اغراض و مقاصد، حکمت عملی اور مثبت نتائج کے بارے میں عوام میں شعور اجاگر کیا۔

جناب سپیکر! واضح رہے کہ عطائیت کے مؤثر خاتمے کے لئے ضلعی انتظامیہ کا تعاون کلیدی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا ان امور اور معاملات پر ضلعی انتظامیہ کی مؤثر شرکت کو ممکن بنانے کے لئے پھر حکمت عملی کا جائزہ لیتے ہوئے وزیراعلیٰ پنجاب سے ایک میٹنگ کے دوران ان سے request کی گئی کہ ضلعی انتظامیہ کو بھرپور انداز میں اس مہم کو کامیاب بنانے میں کمیشن کی مدد کرنے کی ہدایات جاری کی جائیں اور ان ہدایات کی روشنی میں عطائیت کے خلاف کمیشن کی مجوزہ مہم میں ضلعی انتظامیہ کی بھرپور شمولیت کا اصولی فیصلہ کیا گیا۔ Quackery کے خلاف مہم میں district administration کی مؤثر شرکت کو ممکن بنانے کے لئے district administration کی آگاہی کے پروگرام تشکیل دیئے گئے تاکہ مقامی انتظامیہ کو کمیشن کے عطائیت کے خاتمہ کی مہم کے مقاصد اور ان کے طریق کار کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہوں۔ ان تربیتی ورکشاپس میں کمیشن کے سربراہان، متعلقہ کمشنرز صاحبان، ڈی سی اوز، ای ڈی اوز، ای ڈی او ہیلتھ، اے سی جی، ڈی او ہیلتھ، ڈی ڈی او ہیلتھ، ڈرگ کنٹرولرز اور ٹی ایم اوز نے شرکت کی۔ ان ورکشاپس کے ذریعے عطائیت کے خاتمہ کے لئے پائیدار کارروائی کے لئے قیمتی آراء بھی سامنے آئیں اور درپیش چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لئے مؤثر حکمت عملی پر بھی تبادلہ خیال ہوا۔

جناب سپیکر! عطائیت کے خلاف مہم کے باقاعدہ آغاز پر کمیشن کی جانب سے ضلعی انتظامیہ کو خصوصی اختیارات سونپے گئے۔ ضلعی انتظامیہ کے تعاون سے پنجاب کے پانچ ڈویژن کے 19 اضلاع میں مرحلہ وار عطائیت کے خلاف مہم شروع کی گئی۔ کمیشن کی جانب سے تفویض کردہ ان اختیارات کے تحت ضلعی انتظامیہ کے افسران اور شعبہ صحت کے ماہرین کی مشترکہ ٹیموں نے روزانہ کی بنیاد پر عطائیوں کی علاج گاہوں کے اچانک معائنہ اور کوائف کی تصدیق کے بعد غیر مستند اور غیر رجسٹرڈ علاج کنندگان کی علاج گاہیں سربمہر کر کے چالان پیش کرنا شروع کئے۔ لاہور، سرگودھا، راولپنڈی، ساہیوال اور

فیصل آباد میں یہ مہم جاری ہے۔یہاں سے حاصل شدہ تجربات کی روشنی میں اس مہم کا دائرہ جلد ہی باقی ماندہ اضلاع میں پھیلایا جارہاہے۔ کمیشن کی عطائیت کے خلاف اس مہم میں اب تک 3621 غیر قانونی کلینکس بند کئے جا چکے ہیں اور پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن ایکٹ مجریہ 2010 کے تحت ان کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے مزید ایک کروڑ 80 لاکھ روپے سے زائد کے جرمانے عائد کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! معزز ایوان کی اطلاع کے لئے بیان کیا جاتا ہے کہ پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن کے قیام سے پہلے حکومت پنجاب یا دیگر کسی ادارے کے پاس صحت کی سہولیات اور عطائیت کے بارے میں درست اعداد و شمار موجود نہیں تھے لہٰذا عطائیت کے خلاف مہم کو درست سمت میں ٹارگٹ کرنے اور قانونی جواز رکھنے والے مستند طبی سہولیات کے فراہم کنندگان کی رجسٹریشن اور licensing کے عمل میں شرکت کو یقینی بنانے کے لئے کمیشن نے مرحلہ وار ایسے طبی اداروں کی خانہ شماری کا عمل کیا۔اس حکمت عملی کے تحت پہلے مرحلے میں پانچ ڈویژن کے اعداد و شمار اکٹھا کرنے کے بعد ان کی تطہیر کا عمل جاری ہے اور مکمل تصدیق کے بعد اگلے مرحلہ میں باقی چار ڈویژن کے اعداد و شمار مرتب کرتے ہوئے کمیشن غیر رجسٹرڈ اداروں کو قانونی دائرہ میں لانے اور غیر قانونی اداروں کے خلاف بھرپور انداز میں ضابطے کی کارروائی جاری رکھے گا۔ان اقدامات کے نتیجے میں عطائیوں کے مفادات کو شدید زک پہنچی ہے اور گزشتہ دو سال میں عطائیوں نے کمیشن کے خلاف لاتعداد مقدمات دائر کئے ہیں۔ایسے ہی ایک مقدمہ میں عدالت عالیہ لاہور نے کمیشن کی جانب سے عطائی کلینک بند کرنے کے عمل کو روک دیا ہے جس کے نتیجے میں عطائیوں کی علاج گاہوں کی بندش کا عمل عارضی طور پر معطل ہے۔تاہم کمیشن نے سپریم کورٹ میں اپیل کر دی ہے اور بندش کے علاوہ عطائی کلینکس کے معائنہ اور قانون کے تحت جرمانے کی سزا کا عمل جاری رکھے ہوئے ہے تاکہ اس خطرناک کاروبار کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینکا جا سکے۔ دریں اثناء کمیشن کی جانب سے غیر مستند معالجین اور عطائیت کے خاتمہ کے لئے "انسداد عطائیت ڈرافٹ ریگولیشن 2016" کا اجراء کیا گیا ہے جو کہ عطائیوں اور غیر مستند معالجین کو انصاف کے کٹہرے میں لانے کے لئے معاون ثابت ہو گا۔ Regulations کا ڈرافٹ کثیر الاشاعت اخبارات کے ساتھ ساتھ حکومت پنجاب کے سرکاری گزٹ میں شائع کیا گیا ہے۔ اس ڈرافٹ کو عوام اور دیگر stakeholders کی جانب سے موصول شدہ آراء کی روشنی میں مرتب کیا جارہاہے۔

جناب سپیکر! معزز ایوان کی آگاہی کے لئے بیان کیا جاتا ہے کہ ابھی تک عطائی کلینکس بند اور جرمانے عائد ہونے کی وجہ سے ہزاروں عطائی یہ مذموم کاروبار چھوڑ چکے ہیں۔اس سے معاشرے میں

معیاری علاج معالجہ کی سہولیات کی فراہمی کے عمل کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ معزز ایوان کو کمیشن یہ یقین دلاتا ہے کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ آتے ہی اس جاری مہم کو باقی ماندہ تمام اضلاع میں پھیلا دیا جائے گا تاکہ صوبہ پنجاب سے عطائیت کا مکمل خاتمہ ہو سکے۔ عطائیت کے ناسور کو جڑ سے ختم کرنے کے لئے پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن کی ہمہ جہتی مہم کا آغاز ہو چکا ہے۔ دستیاب وسائل میں اپنے مقصد کے حصول تک یہ مہم جاری رہے گی۔

جناب سپیکر! تاہم عوام الناس کی عملی شمولیت بذریعہ "عطائی بارے رپورٹ Report a Quack" اس مہم کی کامیابی میں مزید معاون ہو سکتی ہے تاہم کمیشن کے اس مقصد کے حصول میں کامیابی کے لئے حکومت کے دیگر اداروں کے مکمل تعاون کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! علاوہ ازیں مستند ڈاکٹر حضرات و دیگر طبی ماہرین کی جانب سے عطائیت کی حوصلہ شکنی نہایت ضروری ہے تاکہ آئندہ کوئی غیر مستند شخص کسی رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر کا نام اپنے مذموم کاروبار کو تحفظ دینے کے لئے استعمال نہ کر سکے۔

جناب سپیکر! مزید برآں عوامی نمائندگان اور سماجی شخصیات سے بھی عطائیوں کی نشاندہی کرنے کی استدعا کی جاتی ہے تاکہ وہ اپنے مذموم کاروبار کو دوبارہ شروع نہ کر سکیں۔ عطائیت کا ناسور جڑ سے اکھاڑنے کے لئے پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن کی ضلعی انتظامیہ کے اشتراک سے جو بھرپور مہم چل رہی ہے وہ اپنے مقاصد کے حصول تک اس شدت سے جاری رہے گی تاکہ ہمارا معاشرہ اس لعنت سے پاک ہو سکے۔ فارماسیوٹیکل مینوفیکچرر کمپنیوں کے کاروبار کو DRAP ایکٹ کے تحت قواعد وضوابط کی روشنی میں فیڈرل گورنمنٹ regulate کرتی ہے تاہم PHC ایکٹ کے تحت regulate ہونے والے اداروں پر لازم ہے کہ وہاں پر services مہیا کرنے والے حضرات اپنی اپنی متعلقہ کونسل کی روشنی میں practice کریں جن کے تحت ادویات کی کمپنیوں سے تحفے وصول کرنا جائز نہیں ہے اور اس بناء پر تادیبی کارروائی ہو سکتی ہے جو متعلقہ انتظامی ادارے کے دائرہ اختیار میں ہے۔

جناب سپیکر! مزید برآں بڑے سرکاری اور پرائیویٹ ہسپتالوں میں کام کرنے والے ڈاکٹرز حضرات بھی متعلقہ اداروں کے قوانین پر عملدرآمد کرنے کے پابند ہیں اور ان اداروں کی ذمہ داری ہے کہ ایسی malpractice کے سدباب کے لئے قواعد وضوابط اختیار کریں۔

جناب سپیکر: آئندہ شاید ہی کوئی ایسی تحریک التوائے کار جمع کروائے ورنہ مشکل ہو جائے گا۔ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 223/16 محترمہ خدیجہ عمر کی ہے، اس تحریک التوائے کار کا بھی جواب آنا ہے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

ڈسکہ سول ہسپتال میں کتے کے کاٹنے اور سانپ کے ڈسنے کی ویکسین وادویات نایاب

(۔۔۔ جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! 223/16 کے ضمن میں عرض ہے کہ یہ درست نہ ہے کہ سول ہسپتال ڈسکہ میں کتے کے کاٹنے اور سانپ کے ڈسنے کی ویکسین موجود نہیں ہے۔ سول ہسپتال ڈسکہ میں پورا سال کتے کے کاٹنے اور سانپ کے ڈسنے کی ویکسین موجود رہی۔ جنوری تا مارچ 2016 تک آنے والے 144 مریضوں کو یہ سہولت مہیا کی گئی اور اب جبکہ ہسپتال کے موجودہ سٹاک میں کتے کے کاٹنے اور سانپ کے ڈسنے کی ویکسین بدستور موجود ہے اور دیگر ادویات بھی سول ہسپتال ڈسکہ میں موجود ہیں جو کہ مریضوں کو فراہم کی جارہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے پر پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی لاہور کی سالانہ رپورٹ بابت سال 14-2013 پر عام بحث کی ابتدا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری کریں گے اور اس کے بعد جو ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام لکھوا دیں۔ صحافی حضرات تشریف لے آئے ہیں جی، رانا ارشد!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے جو delegation بھیجا تھا ہماری request پر صحافی بھائی تشریف لے آئے ہیں۔ صحافی بھائیوں کی بڑی مہربانی ہے اور اُن کی کچھ ڈیمانڈ تھیں وہ مشرف خان جو ARY کا رپورٹر ہے کافی سیریس زخمی ہے اُن کی ڈیمانڈ تھی کہ ہمارے ملزمان گرفتار کئے جائیں اور کل ڈی سی او نے direction جاری کی تھی ملزم گرفتار ہونے لگا تھا لیکن اُس کو بھی چھوڑ دیا گیا تو انہوں نے کہا ہے کہ ہمارے ملزمان کے خلاف پیر تک کارروائی کی جائے تو ہم نے آپ کے behalf پر یہ یقین دہانی کروائی ہے اور وہ واپس تشریف لے آئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی آپ کا بھی شکریہ اور اُن کا بھی شکریہ۔ بہت مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس طرح سے آپ نے جو ٹیم بھیجی تھی انہوں نے مذاکرات کئے ہیں۔ بہت شکریہ کہ پریس گیلری کے تمام صحافی بھائی واپس تشریف لے آئے ہیں اور آپ کی بھیجی ہوئی ٹیم کے صاحبان نے صحافی بھائیوں سے جو وعدہ کیا ہے بالکل اس پر عملدرآمد کیا جائے گا۔اُن کا مقدمہ درج ہو چکا ہے اور اُس مقدمہ میں جو بھی ملزمان ہیں آج ہی متعلقہ پولیس کو یہ direction چلی جائے گی کہ اُن ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کریں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بھی شکریہ۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں نے صرف ایک بات کرنی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ایک بات ان کی بھی سنی جائے۔ جی، فرمائیں!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں اس پر ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ جو commitment ہم نے صحافی بھائیوں کے ساتھ کی ہے اُس کو ہمیں پورا کرنا چاہئے کیونکہ جو کل ہوا ہے وہ اُن کے ساتھ کافی زیادتی ہوئی ہے اور جن حالات میں صحافی کام کر رہے ہیں وہ آپ کو بھی پتا ہے مجھے بھی پتا ہے لہٰذا جو commitment ہم Monday کی کر کے آئے ہیں میرے خیال میں ہمیں اسے پورا کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، انشاء اللہ پوری ہو گی لاء منسٹر صاحب نے کہہ دیا۔

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! میں پرائیویٹ سکولز کے بارے میں یہاں پر بات کرنا چاہ رہی تھیں۔

جناب سپیکر: کس کے بارے میں؟

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! پرائیویٹ سکولز کے بارے میں۔

جناب سپیکر: اچھا۔

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! ہمارے ہاں دو سسٹم parallel چل رہے ہیں ایک وہ جو Cambridge کے under آتے ہیں اور دوسرے جو ہمارے بورڈز کے affiliated رجسٹرڈ ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ زیرو آر میں بات کر لیں۔ زیرو آر میں اپنا نوٹس لے آئیں۔

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! بہت مختصر بات کرنا چاہوں گی کہ وہاں پر جیسے fee کا ایک issue تھا معزز وزیر اعلیٰ نے اُس کو take up کیا الحمد للہ وہ issue بھی کنٹرول ہوا لیکن ایک بہت اہم بات ہے جیسے ہی academic session سٹارٹ ہوتا ہے پرائیویٹ سکولز parents کو over burden کر دیتے ہیں student packs کے نام پر اب یہ ہر franchise جہاں پر مڈل کلاس اپنے بچوں کو لے کر جاتے ہیں وہ بہت ہی مشکل سے اپنے بچوں کی فیس afford کر رہے ہوتے ہیں۔ مارکیٹ میں وہ books ہمیں بھی وہ twelve to thirteen hundred minimum یا maximum fifteen hundred تک کی average میں مل جاتی ہیں جبکہ student packs کے نام پر اُن کو four thousand plus کی جب وہ ایک amount اُن کے ہاتھ میں تھمادی جاتی ہے اُس کو اُن کے لئے لازماً قرار دے دیا جاتا ہے کہ آپ یہیں سے، سکول سے اداروں سے خریدیں تو parents بہت over burden feel کرتے ہیں اور تمام اداروں کے اندر بہت panic create ہوتا ہے لیکن جو franchises own کرتے ہیں یا ہر franchise کے ہیڈ آفس کی جو مینجمنٹ ہوتی ہے وہ اس کو consider کرنے کے لئے بالکل بھی تیار نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ fee کے issue کے ساتھ ساتھ اس student pack والے issue کو بھی ضرور consider کیا جائے اور اس کے لئے پالیسی یا کوئی لائحہ عمل تجویز کیا جائے۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ دونوں پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! بہت اہم issue پر بات کرنا چاہ رہی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں تمام خواتین کی طرف سے بات کر رہی ہوں اس وقت انڈیا میں کپواڑہ اور جموں میں کشمیری خواتین کے ساتھ ظلم و زیادتی ہو رہی ہے خواتین کو پکڑ کر جیلوں میں بند کر دیا جاتا ہے اور کشمیر کی آزادی کے لئے قربانیاں دینے والے کشمیریوں کو ظلم و ستم کا نشانہ

بنایا جارہا ہے جس کے خلاف ہمیں آواز اُٹھانی چاہئے اور UNO میں کشمیریوں کی آزادی کے لئے پاس ہونے والی قرار دادوں پر عملدرآمد کے لئے UNO میں اس مسئلہ کو اُٹھانا چاہئے۔ UNO کہاں سویا ہوا ہے کب تک دنیا نہیں جاگے گی؟ اس کا نوٹس لیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! UNO میرے آپ کے ماتحت ہے؟ آپ کیا کر رہی ہیں، آپ کوئی تحریک لائیں تحریری طور پر کچھ لکھ کر لائیں پھر اُس کے بعد بات کریں گے۔ آپ ایسے بات نہ کریں، مہربانی کریں تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک بات کرنا بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ جب یہ بلدیات کے الیکشن آئے تھے تو ہمارے حلقہ پی پی۔152 کے اندر گورنمنٹ نے مختلف سکیمز کے اوپر ٹیوب ویل لگانے شروع کئے، سڑکیں بنانی شروع کیں، سب چیزیں شروع کیں، الیکشن آ گئے، الیکشن ختم ہو گئے، جو وعدے کئے گئے تھے، جو چیزیں لوگوں کے ساتھ ہو رہی تھی وہ وہیں درمیان میں چھوڑ دی گئیں۔ انتیس سال سے یہ حلقہ پی ایم ایل (این) کے پاس تھا تب اُن کو یہ ideas نہیں آئے تھے جو ٹیوب ویل، سڑکوں اور سیوریج کے تھے۔

جناب سپیکر! میری یہ request ہے کہ جو بھی پی پی۔152 کے اندر سیوریج، سڑکوں اور ٹیوب ویلز کے ترقیاتی کام بلدیات کے الیکشن کی وجہ سے شروع کروائے گئے تھے۔ میری آپ کی توسط سے یہ request ہے کہ اُن کاموں کو مکمل کیا جائے کیونکہ انہوں نے وہ کام درمیان میں چھوڑ دیئے ہیں۔ میرے خیال میں یہ 2018 کے الیکشن میں مکمل کریں گے۔ میری آپ سے request ہے کہ اُن کاموں کو فوری طور پر مکمل کیا جائے۔ ہمیں تو فنڈز دینے نہیں، ہمیں سکیمز دینی نہیں، ہماری سکیمز کے پیسے لگائے جائیں، اپنی تختیاں لگائیں اور اپنا سب کچھ کریں ہمیں کوئی پروا نہیں مگر یہ کام کریں کیونکہ جتنی مشکل سے وہاں لوگ گزر رہے ہیں جن کو وہاں پر یہ دلاسہ دیا گیا تھا، یہ hope دی گئی تھی کہ یہ ٹیوب ویل بھی لگ جائے گا، زمین کھود دی گئی لیکن کوئی ٹیوب ویل نہیں لگا، ٹیوب ویل لگا تو چلایا نہیں گیا، سڑک آدھی بنا کر چھوڑ دی، بجری ڈالی، باقی چیزیں ڈالیں اور چھوڑ دی تو اس لئے میری آپ سے صرف یہ request ہے اپنی تختیاں لگائیں کوئی پروا نہیں، اپنا نام ہر جگہ لکھیں کوئی پروا نہیں مگر کام مکمل کر دیں تاکہ لوگوں کی اذیت ختم ہو۔ بہت شکریہ

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر: آپ یہ سرکاری کارروائی نہیں کرنا چاہتے، یہ شروع نہ کی جائے؟
میاں عرفان دولتانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر: آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟
میاں عرفان دولتانہ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ٹمپریچر 46 سینٹی گریڈ ہے اور پریس والوں کے جو حالات ہیں کہ ہم وہاں دو منٹ انٹرویو دینے کے لئے کھڑے ہوں تو پسینے آجاتے ہیں بُری حالت ہوتی ہے۔
جناب سپیکر: آپ کو تو پسینہ زیادہ آنا چاہئے۔
میاں عرفان دولتانہ: جناب سپیکر! میری گزارش ہوگی کہ پریس والوں کے لئے proper کوئی بندوبست کیا جائے تمبوں کے نیچے اُنہیں چکن روسٹ نہ بنایا جائے کوئی proper انتظام کیا جائے۔ دو منٹ کھڑے ہونے سے ہمارا یہ حال ہو رہا ہے تو وہ بھی انسان ہیں please اُن کے لئے کچھ کیا جائے۔ آپ کی مہربانی
جناب سپیکر: جی، مہربانی! جناب سجاد حیدر گجر صاحب! آپ کارروائی شروع کریں۔
شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر: آپ کی مہربانی میں اس کے بعد وقت دوں گا۔ ابھی سرکاری کارروائی شروع ہوتی ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی لاہور کی سالانہ رپورٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب سجاد حیدر گجر): جناب سپیکر! شکریہ۔ کارکردگی رپورٹ برائے سال 14-2013 پی ایچ اے کی بنیاد 1998 میں بلدیہ

عظمیٰ لاہور اور ایل ڈی اے ہارٹیکلچر ونگ کو ضم کر کے رکھی گئی جس کے چیئرمین وزیر اعلیٰ پنجاب ہیں۔ پی ایچ اے کی تشکیل کا مقصد لاہور کے باغات، کھیل کے میدان اور سرسبز راستوں کی دیکھ بھال اور تزئین و آرائش ہے۔اس ادارہ نے لاہور کے landscape کو مکمل طور پر تبدیل کر دیا جگہ جگہ greenbelts اور فوارے کی تعمیر کی گئی پی ایچ اے نے greenbelts کو خوبصورت بنانے، درخت لگانے اور پارکوں کی دیکھ بھال میں مثالی کردار ادا کیا۔ شہر کی greenbelts، پارکوں اور تمام سرسبز حصوں کو سارا سال موسمی پھولوں اور پودوں سے سجایا جاتا ہے۔ادارہ نے نہ صرف شہر کے بڑے پارکس اور معروف شاہراؤں کی آرائش کا خیال رکھا بلکہ پسماندہ اور نسبتاً کم معروف علاقوں خصوصاً شمالی اور جنوبی لاہور پر بھی خاص توجہ دی۔پندرہ سال کے مختصر عرصہ میں بہت سے قابل قدر اہم منصوبے پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ بہار کے موسم میں پی ایچ اے عوام کے لئے جشن بہاراں منعقد کرتا ہے جس میں لاہور کے مختلف مقامات، پارکوں، سڑکوں اور راستوں کو پھولوں اور برقی قمقموں سے سجایا جاتا ہے۔ مختلف پارکوں میں میلے، میوزک شوز اور ثقافتی شوز کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ شہر کے درمیان سے گزرنے والی نہر کو خاص طور پر پُر رنگ روشنیوں سے مزین کیا جاتا ہے۔ پی ایچ اے لاہور کے مندرجہ ذیل پانچ بڑے پارکوں کی دیکھ بھال پر بھی مامور ہے جہاں روزانہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ سیر و تفریح کے لئے آتے ہیں۔

1۔ جیلانی پارک سابقہ ریس کورس   2۔ مینار پاکستان
3۔ باغ جناح   4۔ گلشن اقبال پارک
5۔ نیشنل بنک پارک گلبرگ۔

ان مندرجہ بالا پارکوں کے علاوہ پی ایچ اے لاہور مندرجہ ذیل پارکوں اور گرین بیلٹس کی دیکھ بھال پر بھی مامور ہے۔

پارکس اینڈ گرین بیلٹس	812 عدد
گول چکر اور ٹرائی اینگلز	38 عدد
فوارے	116 عدد
نرسریاں	18 عدد
گرین بیلٹس	1575 کلومیٹر
کھیلوں کے میدان	11 عدد

پی ایچ اے کے مختلف شعبہ جات ادارہ کو مندرجہ ذیل میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔	شعبہ ہارٹیکلچر 7 زون پر مشتمل ہے۔	2۔	شعبہ فنانس
3۔	شعبہ ایڈمنسٹریشن	4۔	شعبہ مارکیٹنگ
5۔	شعبہ کوآرڈینیشن	6۔	شعبہ انجینئرنگ
7۔	شعبہ مینٹیننس اینڈ آپریشن	8۔	شعبہ منصوبہ بندی اور ترقیات۔

بجٹ کا تخمینہ اور جائزہ: پی ایچ اے کا سالانہ بجٹ 2257.510 ملین روپے تجویز کیا گیا تھا جس میں سے سال کے آخر تک 2301.885 ملین روپے وصول ہوئے۔ بجٹ میں اخراجات کا تخمینہ 2257.510 ملین روپے تجویز کیا گیا ہے جس میں 2063.110 ملین روپے خرچ ہوئے۔ آمدن و اخراجات کی تفصیل رپورٹ میں دی گئی ہے۔ ترقیاتی منصوبہ جات کی تفصیل پی ایچ اے لاہور نے 14-2013 میں تقریباً انتیس ترقیاتی منصوبوں پر کام مکمل کیا ہے جس میں سپورٹس، پارکوں کی تعمیر، مختلف مقامات پر گرین بیلٹس، مختلف جگہوں میں ترکش ماڈل ٹائلٹ کی تعمیر شامل ہے۔ اس کی مکمل تفصیل دے دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ حکومت پنجاب کی واضح پالیسی ہے کہ کسی بھی infrastructural project کی لاگت کا ایک فیصد صرف ہارٹیکلچر اور شجرکاری کے لئے مختص کیا جاتا ہے۔ اس فنڈ سے پی ایچ اے اس infrastructure پراجیکٹ کی لینڈ سکیپنگ اور ہارٹیکلچر کو مکمل کرتا ہے۔ یہ پالیسی نہ صرف لاہور بلکہ پورے پنجاب میں لاگو ہوتی ہے۔ اب میں ہاؤس کو دعوت دیتا ہوں کہ اس پر بحث کرے۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ایک تو یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ آج آٹھ دس وزراء کرام یہاں پر موجود ہیں جبکہ ہم تو ان کے چہرے ہی بھول گئے تھے کہ کون کون سا وزیر ہے۔ کاش کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اچانک کسی ایک دن ایک دو گھنٹے کے لئے آجایا کریں کم از کم ہاؤس کے اندر وزراء کی تعداد دیکھ لیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان کے ساتھ مشورہ کر لیں ہمیں کیا اعتراض ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں اتنی حاضری دیکھ کر خوش ہو رہا ہوں مجھے پتا یہ چلا کہ چیف منسٹر باہر اپنے چیمبر میں بیٹھے ہوئے ہیں اس لئے میں ان وزراء کرام کو appreciate کر رہا ہوں۔ اگر وزیر اعلیٰ پنجاب کارروائی دیکھ رہے ہیں تو انہیں بھی میں یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ پنجاب

اسمبلی آپ کا ایوان ہے آپ گاہے بگاہے تشریف لے آیا کریں اس سے پنجاب اسمبلی کے اندر حکومتی بنچوں کی کارکردگی بہت بہتر ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! کل جو ہوا وہ شاید پنجاب اسمبلی کی history میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ وقفہ سوالات میں کوئی منسٹر نہیں، کوئی پارلیمانی سیکرٹری نہیں تھا اور آپ کو کسی نے اطلاع دینا بھی گوارا نہیں کی۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے اس چیز کا نوٹس لیا ہوا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! نوٹس تو آپ نے لے لیا ہے لیکن آپ اُن کی لاغرضی اور دلچسپی کا حال دیکھیں کہ وقفہ سوالات ہے متعلقہ منسٹر نہیں ہے، متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری نہیں ہے اور کسی نے آپ کو اطلاع دینا بھی گوارا نہیں کی۔

جناب سپیکر: آپ بھی اب رہنے دیں اور ہارٹیکلچر پر بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس پر تو میں بات کروں گا لیکن توجہ دلا رہا ہوں اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو appreciate کر رہا ہوں کہ دیر آید درست آید۔ وہ آ جایا کریں یہ آپ ہی کی اسمبلی ہے اور آپ کا ہی ایوان ہے۔ اندر بے شک نہ آیا کریں آپ چیمبر میں بیٹھ کر ہی اسمبلی کی کارروائی سن لیا کریں۔ اس بہانے حکومتی بنچوں کے ممبران کی حاضری بھی یقینی رہے گی اور وہ اپنی performance اور کارکردگی بھی بہتر کریں گے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ 14-2013 کی ہارٹیکلچر کی جو رپورٹ پیش کی گئی ہے تو جب سے ہارٹیکلچر کا شعبہ ایل ڈی اے اور بلدیہ سے الگ ہوا ہے اس وقت سے آج تک مجموعی طور پر دیکھا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو appreciate کرنا چاہئے کہ پہلے کی نسبت لاہور میں حالات بہت بہتر ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! گرین بیلٹس، پودے اور درخت جب ایل ڈی اے کی sister organization تھی تو اُس وقت اس کی زبوں حالی تھی اور اب ہمیں اس میں کافی بہتری نظر آتی ہے۔ میں اس جانب توجہ دلاؤں گا کہ ان کی کل آمدنی اور اخراجات کا تخمینہ پیش کیا گیا اس میں ایک توجہ طلب بات یہ ہے کہ ان کا 2301 ملین روپے کا بجٹ ہے اور اس میں ٹوٹل ترقیاتی بجٹ 526 ملین ہے۔ یعنی دیگر محکمہ جات کے ترقیاتی فنڈز میں سے خرچہ 223.125 ملین ہے اور نیچے نمبر 5 پر دیکھیں "دیگر ذرائع سے ترقیاتی کاموں پر خرچہ" یہ 303.488 ملین ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ کل 2300 ملین بجٹ ہے اور اس میں سے ترقیاتی بجٹ صرف 526 ملین ہے۔ یہ ایک تشویشناک بات ہے کہ آپ کے 75 فیصد غیر ترقیاتی اخراجات ہیں جو تنخواہوں میں چلے جاتے ہیں، maintenance میں چلے جاتے ہیں لیکن ترقیات کے لئے صرف 75 فیصد خرچ ہو رہے ہیں۔ بہر حال یہ رقم بہت کم ہے اس ترقیاتی بجٹ کو بڑھنا چاہئے اور غیر ترقیاتی اخراجات کو کنٹرول کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ لاہور کے اندر حکومت کی طرف سے دو میگا پراجیکٹ شروع کئے گئے۔ بہر حال ہم اس کے critic رہے اور یہ ہمیشہ ان کو appreciate کرتے رہے۔ اس میں جو ایک چیز ہوئی ہے مثلاً جب میٹرو بس بنی تو فیروز پور روڈ پر نہر سے کاہنہ تک ایشیا کی سب سے خوبصورت گرین بیلٹ تھی جس میں مولسری اور السٹونیا کے سینکڑوں درخت تھے جو وہاں سے اکھاڑے گئے لیکن ہمیں اس کے متبادل درخت نظر نہیں آتے۔ اسی طرح سے اب اورنج لائن ٹرین بن رہی ہے اس میں 2800 تاریخی درخت کاٹے گئے ہیں جن کی عمریں سو سال سے بھی اوپر تھیں۔۔۔

جناب سپیکر: بوڑھے ہو گئے تھے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس میں پیپل کے درخت تھے اور بوہڑ کے درخت تھے، ان درختوں کو replace کرنے کے لئے کوئی باقاعدہ منصوبہ ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ ایک بات اور میں کرنا چاہوں گا کہ ہمارے جو وی وی آئی پیز روٹس ہیں یعنی جو سڑکیں جاتی امرا کی طرف جاتی ہیں وہ میرے خیال میں لاہور کی کیا پورے پاکستان کی سب سے بہتر گرین بیلٹ ہو گی۔ آپ کو پھول پودے ہر چیز نظر آئے گی، میری استدعا یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اس میں کیا ہے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جو غریب علاقوں کے لوگ ہیں، ان کو بھی اس قسم کی سہولیات سے استفادہ کا حق حاصل ہے۔ یہ توجہ low income areas والوں پر بھی اسی طرح سے ہونی چاہئے جس طرح سے وی وی آئی پی علاقوں پر ہے۔ ایک بات جو ہم لاہور سے گزرتے ہوئے محسوس کرتے ہیں، دائیں بائیں، چوکوں اور چوراہوں میں کہ پھولوں پر تو بہت زور ہے لیکن درختوں پر زور کم ہے۔ محکمہ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کے نمائندے اگر یہاں پر موجود ہیں تو ان سے کہوں گا کہ پھولوں کے ساتھ ساتھ، لاہور کا ماحول بڑے برے طریقے سے change ہو رہا ہے، ماحول

خراب ہو رہا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ جو درخت کاٹے گئے ہیں ان درختوں کی جگہ پر نئے درخت لگائے جائیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ پھولوں کے ساتھ ساتھ درخت بھی لگائے جائیں، درخت لگنا انتہائی ضروری ہے۔ لاہور جو کبھی باغات کا شہر ہوتا تھا اب اس میں کافی کمی آ گئی ہے، آبادی بڑھنے کی وجہ سے، درختوں کی کٹائی ہونے کی وجہ سے، بڑے منصوبوں کی وجہ سے اس کو پورا کیا جائے اور پھر جو ہمارے مقامی درخت ہیں ان پر توجہ دی جائے۔ ہم گزرتے ہیں لوگوں کو پتا نہیں ہے کہ درخت کون سا ہے، ہم میں سے کسی کو نہیں پتا، اکثر کو نہیں پتا۔ بتاتے ہیں کہ یہ درخت لسٹونیا کا ہے، یہ فلاں درخت ہے، انگریزی کے اتنے مشکل الفاظ میں ان درختوں کے نام ہیں، ان کی پہچان ہے اور نہ ہی ہمارے کلچر سے ان کا کوئی تعلق ہے۔ وہ درخت تو ہم دھڑا دھڑ لگا رہے ہیں بلکہ ہمارے جو مقامی درخت ہیں، میرا اس بات پر یہ emphasis ہو گا کہ ہمارے جو مقامی درخت ہیں وہ لگائے جائیں۔ ہمارے ہاں شیشم کا درخت ہے، پیپل کا درخت ہے اس کے علاوہ دیگر جو مقامی درخت ہیں ان مقامی درختوں کی حوصلہ افزائی کی جائے اور وہ مقامی درخت لگائے جائیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ جس طرح سے لاہور کی نہر ہمارے شہر کے سنٹر سے گزرتی ہے کسی اور شہر کے سنٹر سے نہیں گزرتی۔ یہ لاہور کے شہریوں کے لئے ایک بہت بڑی نعمت ہے اور اس نہر کے اوپر جو گرین بیلٹ ہے، میری محکمہ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر والوں کو تجویز ہو گی کہ ٹھوکر سے لے کر جلو تک ایک زبردست گرین بیلٹ ہے۔ یہاں پر آپ پھلدار درخت لگائیں یہ بیس پچیس کلو میٹر کی ایک strip بنتی ہے اور یہ both sides پر موجود ہے۔ یہاں پر پھلدار درخت لگائے جائیں، ہمارے شہری بچوں کو تو یہ نہیں پتا کہ آلو کا درخت کون سا ہے، آم کا درخت کون سا ہے، امرود، بیلوں پر لگتے ہیں یا درختوں پر لگتے ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ یہ چیز آپ ڈویلپ کریں، دو دو، چار چار کلو میٹر کے آپ posture بنائیں اور اس میں آپ پھلدار درخت لگائیں تو وہ ہمارے لئے زیادہ بہتر ہوں گے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ کہوں گا جو پارکس سے مختلف ہے، پارکس تو بن گئے، حکومت کار پارکنگ کے لئے اتنی زیادہ سختی کرتی ہے کسی بلڈنگ کا اس وقت تک نقشہ پاس نہیں ہوتا جب تک اس میں کار پارکنگ نہ ہو، کار پارکنگ کے بغیر بلڈنگ بن نہیں سکتی لیکن اس وقت جو بہت بڑے بڑے پارکس ہیں ان کے اندر جو public places ہیں وہاں پر کار پارکنگ کی کوئی provision نہیں

ہے۔ جو بھی کوئی وہاں پر آتا ہے اپنی گاڑی سڑک پر لگائی اور پارک کے اندر چلے گئے۔ یہ جو گلشن اقبال میں واقعہ ہوا ہے، اس کی بھی بڑی وجہ یہ تھی کہ وہاں پر لوگوں کا ایک اژدھام تھا اور جب بھی ہفتہ اتوار کا دن ہوتا ہے یا جب عام طور پر تعطیلات ہوتی ہیں کوئی بھی تہوار ہوتا ہے تو ان پارکوں کے اندر بہت زیادہ رش ہوتا ہے لیکن proper parking نہ ہونے کی وجہ سے، اس علاقے کے مکین، جو لاکھوں کی تعداد میں ہیں ان کے لئے یہ ایک نعمت کی بجائے بہت بڑی زحمت بن جاتی ہے۔ ان کا وہاں سے گزرنا مشکل ہو جاتا ہے، کئی کئی دن تک وہاں پر ٹریفک بلاک ہوتی ہے اور یہ جو حادثہ ہوا ہے یہ بھی اس کی ایک بڑی وجہ ہے۔ میری محکمہ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر والوں سے گزارش ہے کہ آپ خاص طور پر علامہ اقبال ٹاؤن میں گلشن اقبال پارک ہے یہاں پر پورے پنجاب سے لوگ آتے ہیں، یہاں پر trips آتے ہیں وفود آتے ہیں، سٹوڈنٹس آتے ہیں اور یہ سلسلہ سارا سال چلتا رہتا ہے۔ اب یہاں پر ایک حادثہ بھی ہوا ہے، میں نے ذاتی طور پر بھی ڈی جی پی ایچ اے سے فون پر بات کر کے ان کو یہ بات بتائی ہے کہ یہاں پر آپ اس کی پارکنگ کا proper بندوبست کریں۔

جناب سپیکر! اب بھی یہاں پر یہ مطالبہ رکھ رہا ہوں کہ تمام وہ پارکس جن کے پاس اپنی کار پارکنگ نہیں ہے اور parking space نہیں ہے اس پارک کو کاٹ کر آپ پارکنگ بنائیں یا دائیں بائیں کوئی جگہ اس کے لئے acquire کر لیں، acquisition کی بات کریں اگر وہاں پر proper car parking فراہم کر دیں گے تو اس سے ان پبلک پارکس کی utilities میں کئی گنا اضافہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں یہ بھی کہوں گا کہ علامہ اقبال ٹاؤن ہمارے لاہور کی ایک بہت بڑی آبادی ہے یہاں پر تقریباً ڈیڑھ لاکھ افراد پر مشتمل ستائیس بلاکس ہیں، میں محکمہ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر سے یہ کہوں گا کہ مختلف جگہوں پر انہوں نے سپورٹس کمپلیکس بنائے ہوئے ہیں، گلشن اقبال میں یا یہاں پر پانچ چھ اور پارکس بھی موجود ہیں ان میں سے کسی ایک پارک کے اندر بھی آپ سپورٹس کمپلیکس بنائیں تاکہ وہاں کے نوجوانوں کو indoor games, swimming اور باقی چیزیں بھی فراہم ہو سکیں۔ لوگوں کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ وہ دور دراز علاقوں میں جا کر ان سہولیات سے استفادہ کر سکیں۔ آج کل پرائیویٹ ہیلتھ کلب، سپورٹس کمپلیکس بنے ہوئے ہیں، وہ ہر مہینے ہزاروں روپے فیس لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا کہ ایسے علاقے جو thick populated ہیں اور وہاں پر جگہیں بھی موجود ہیں۔ آپ کے جو ترقیاتی اخراجات ہیں اس کا ایک مخصوص حصہ آپ اس کے لئے وقف

کریں۔نوجوانوں کے لئے، نئی نسل کے لئے سپورٹس کمپلیکس کی سہولیات ان علاقوں کے اندر، ان پارکوں کے اندر باہم پہنچائی جائیں ۔اس رپورٹ کے اندر محکمہ کی مشکلات کے اندر لکھا ہوا ہے "مختلف منصوبہ جات کے لئے فنڈز کی عدم دستیابی "تین چار اور چیزیں بھی اس میں لکھی ہوئی ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو دو باتیں انہوں نے لکھی ہیں "فنڈز کی کمی" نمبر 4 پر لکھا ہے مختلف منصوبہ جات پر روزمرہ کاموں کے لئے مشینری اور وہیکلز کی کمی"

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے حکومت پنجاب سے کہوں گا کہ یہ ڈیپارٹمنٹ اگر اچھا کام کر رہا ہے اور اس کی لاہور میں ضرورت بھی ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ڈیپارٹمنٹ کا جو بجٹ ہے، ان کی requirement اور ضروریات کے مطابق آئندہ ان کے بجٹ میں اضافہ کیا جائے تاکہ وہ کام جو وہ کر رہے ہیں اس کو اپنی پلاننگ کے مطابق احسن طریقے کے ساتھ سرانجام دے سکیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور رانا ثناء اللہ خان حالیہ دہشت گردی کے خلاف کامیابی کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے حالیہ دہشت گردی کے خلاف کامیابی کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے حالیہ دہشت گردی کے خلاف کامیابی کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے"

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! .I oppose

جناب سپیکر: آپ نے اس کو oppose کیا ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جی، ہاں!

جناب سپیکر: کس لئے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جی، میں بتاؤں گی۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے حالیہ دہشت گردی کے خلاف کامیابی کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محریک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

معززایوان کالاء انفورسنگ ایجنسیز کی کامیابیوں پر افسروں اور جوانوں کو خراج تحسین پیش کرنا

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

CTD(Counter Terrorism Department) پنجاب نے حالیہ دنوں میں دوسری Civil and Army Law Enforcing Agencies کے ساتھ جن میں پولیس، رینجرز، آرمی اور انٹیلی جنس ایجنسیز آئی ایس آئی، ایم آئی، آئی بی شامل ہیں کے ساتھ joint operation کرتے ہوئے پنجاب اور بالخصوص جنوبی پنجاب (ملتان، مظفر گڑھ) سے دہشت گردی کے ایک انتہائی خطرناک نیٹ ورک کا سراغ لگا کر ایک درجن سے زائد خطرناک دہشت گردوں کو ہلاک کیا ہے یہ دہشت گرد انتہائی مطلوب تھے اور ان کے سروں کی قیمت مقرر تھی۔

یہ ایوان اس کامیابی پر اپنی تمام Law Enforcing Agencies کے افسروں اور جوانوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور اس قابل فخر کارروائی پر سلام پیش کرتا ہے۔ ایسی مثبت اور کامیاب کارروائیوں، operation سے پنجاب

مزید محفوظ اور ضرب عضب کی کامیابی یقینی نظر آ رہی ہے اور وہ وقت دور نہیں جب پاکستان سے دہشت گردی کا صفایا ہو جائے گا اور پاکستان ایک پر امن، دہشت گردی سے پاک اور ترقی یافتہ ملک بن جائے گا۔

یہ ایوان اس کامیابی پر Law Enforcing Agencies کے ساتھ ساتھ پنجاب حکومت، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، عسکری قیادت جنرل راحیل شریف اور وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کے دہشت گردی کے خلاف عزم کو سراہتا ہے اور کامیابی کے لئے دعا گو ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

CTD(Counter Terrorism Department) پنجاب نے حالیہ دنوں میں دوسری Civil and Army Law Enforcing Agencies کے ساتھ جن میں پولیس، رینجرز، آرمی اور انٹیلی جنس ایجنسیز آئی ایس آئی، ایم آئی، آئی بی شامل ہیں کے ساتھ joint operation کرتے ہوئے پنجاب اور بالخصوص جنوبی پنجاب (ملتان، مظفر گڑھ) سے دہشت گردی کے ایک انتہائی خطرناک نیٹ ورک کا سراغ لگا کر ایک درجن سے زائد خطرناک دہشت گردوں کو ہلاک کیا ہے یہ دہشت گرد انتہائی مطلوب تھے اور ان کے سروں کی قیمت مقرر تھی۔

یہ ایوان اس کامیابی پر اپنی تمام Law Enforcing Agencies کے افسروں اور جوانوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور اس قابل فخر کارروائی پر سلام پیش کرتا ہے۔ ایسی مثبت اور کامیاب کارروائیوں، operation سے پنجاب مزید محفوظ اور ضرب عضب کی کامیابی یقینی نظر آ رہی ہے اور وہ وقت دور نہیں جب پاکستان سے دہشت گردی کا صفایا ہو جائے گا اور پاکستان ایک پر امن، دہشت گردی سے پاک اور ترقی یافتہ ملک بن جائے گا۔

یہ ایوان اس کامیابی پر Law Enforcing Agencies کے ساتھ ساتھ پنجاب حکومت، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، عسکری قیادت جنرل

راحیل شریف اور وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کے دہشت گردی کے خلاف عزم کو سراہتا ہے اور کامیابی کے لئے دعا گو ہے۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

CTD (Counter Terrorism Department) پنجاب نے حالیہ دنوں میں دوسری Civil and Army Law Enforcing Agencies کے ساتھ جن میں پولیس، رینجرز، آرمی اور انٹیلی جنس ایجنسیز آئی ایس آئی، ایم آئی، آئی بی شامل ہیں کے ساتھ joint operation کرتے ہوئے پنجاب اور بالخصوص جنوبی پنجاب (ملتان، مظفر گڑھ) سے دہشت گردی کے ایک انتہائی خطرناک نیٹ ورک کا سراغ لگا کر ایک درجن سے زائد خطرناک دہشت گردوں کو ہلاک کیا ہے یہ دہشت گرد انتہائی مطلوب تھے اور ان کے سروں کی قیمت مقرر تھی۔

یہ ایوان اس کامیابی پر اپنی تمام Law Enforcing Agencies کے افسروں اور جوانوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور اس قابل فخر کارروائی پر سلام پیش کرتا ہے۔ ایسی مثبت اور کامیاب کارروائیوں، operation سے پنجاب مزید محفوظ اور ضرب عضب کی کامیابی یقینی نظر آ رہی ہے اور وہ وقت دور نہیں جب پاکستان سے دہشت گردی کا صفایا ہو جائے گا اور پاکستان ایک پر امن، دہشت گردی سے پاک اور ترقی یافتہ ملک بن جائے گا۔

یہ ایوان اس کامیابی پر Law Enforcing Agencies کے ساتھ ساتھ پنجاب حکومت، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، عسکری قیادت جنرل راحیل شریف اور وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کے دہشت گردی کے خلاف عزم کو سراہتا ہے اور کامیابی کے لئے دعا گو ہے۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم نے oppose کیا تھا لیکن آپ نے بات نہیں کرنے دی۔

جناب سپیکر: اب تو قرارداد پاس بھی ہو گئی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم اس پر بات کرنا چاہ رہے تھے کہ اس میں پنجاب حکومت کا کوئی حصہ نہیں ہے کیونکہ جب بھی بات ہوتی تھی تو وزیر قانون کہتے تھے کہ پنجاب میں کوئی دہشت گرد نہیں ہے۔ یہ تو Law Enforcing Agencies نے intervene کیا ہے تب یہ کامیابی ملی ہے لیکن اس میں پنجاب حکومت کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو اس میں کیا دقت پیش آ رہی ہے۔ آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں، کیا آپ دہشت گردی کے حق میں ہیں اور میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ دہشت گردی کے حق میں ہیں؟ اگر ہاں کہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ آپ ایسے نہ کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم دہشت گردی کے سب سے زیادہ خلاف ہیں لیکن اس میں پنجاب حکومت کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! ہمارا وزیر داخلہ دہشت گردی میں شہید ہوا ہے۔

معزز ممبران: جناب سپیکر! یہ عمرہ کر کے بھی جھوٹ بول رہا ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آپ فکر نہ کریں، گھبرائیں نہیں، مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ دہشت گردی ایسی لعنت ہے جس نے پورے پاکستان کو اپنی لپیٹ کے اندر لیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: ان کو بھی یہ بات بتائیں کہ اس بات کی کچھ سمجھ آتی ہے یا نہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہمیں سمجھ ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پورے ملک کے امن پسند شہری شدید کرب کے اندر مبتلا ہیں۔ اس حوالے سے افواج پاکستان اور جو سکیورٹی کے ادارے اس میں محنت کر رہے ہیں اس میں قربانیاں بھی دے رہے ہیں ہم انہیں تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ ہر کام کے اندر کوئی نہ کوئی lapses ہوتے ہیں لیکن میں overall یہ سمجھتا ہوں کہ اب سارے ادارے مل کر اس پر محنت کر رہے ہیں یہ قابل تحسین ہے اسے جاری رہنا چاہئے تاکہ اس ملک کے اندر جو دہشت گردی کا جن گھس آیا ہے جس کی support کے اندر بیرونی ادارے بھی ہیں جن کی معلومات بھی ہمارے اداروں کے

ذریعے ہی ہم تک پہنچتی ہیں۔ یہ ایک مستقل کارروائی رہنی چاہئے اگر اسی sprit کے ساتھ یہ محنت جاری رہے گی تو ضرور اس کے نتائج بھی ملتے رہیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس کے ساتھ ساتھ جہاں lapses ہوتے ہیں اس کا بھی جائزہ لیا جانا چاہئے چھوٹو گینگ کے حوالے سے بڑی مؤثر کارروائی ہوئی ہے لیکن ابتدا میں جو سات پولیس اہل کار شہید ہو گئے اور بہت سارے گرفتار ہو گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا ایک جائزہ ہونا چاہئے اور میں نے اس حوالے سے تحریک التوائے کار بھی دی تھی کہ اس کا جائزہ ہو جائے اور اس میں جہاں جہاں lapses آئے ہیں ان پر بھی action ہونا چاہئے تاکہ آئندہ کارکردگی مزید بہتر ہو سکے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، بہت شکریہ

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! خواجہ آصف صاحب نے صحیح کہا سی کہ میسنے نے کام کیا۔۔۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی پر چلتے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہ کیا ہو رہا ہے پہلے بحث ہو رہی تھی پھر قرارداد آ گئی اب پھر بحث۔۔۔

جناب سپیکر: سرکاری کارروائی چل رہی تھی لیکن درمیان میں قرارداد آ گئی جس کے لئے rules suspend کئے تھے۔ عباسی صاحب! آپ کا مائیک ٹھیک ہے لیکن آپ چلا نہیں رہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم نے قرارداد کی مخالفت کی ہے لیکن ہم نے دہشت گردی کی حمایت نہیں کی بلکہ ہم دہشت گردی کے سخت خلاف ہیں۔

جناب سپیکر: میں کب کہہ رہا ہوں کہ آپ دہشت گردی کے خلاف نہیں ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم نے مخالفت کیوں کی؟ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے فوراً مخالفت کرنی تھی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس قرارداد میں جو حکومت پنجاب اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی تعریف کی گئی ہے ہم سمجھتے ہیں کہ ان کا دہشت گردی کے خلاف اتنا حصہ نہیں ہے چونکہ جب بھی پنجاب میں دہشت گردی کے خلاف بات ہوئی تو پنجاب حکومت کا وژن یہ تھا کہ پنجاب میں کوئی No go area نہیں ہے، پنجاب میں کوئی دہشت گرد نہیں ہے اور پنجاب میں کوئی دہشت گردی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اب Law Enforcing Agencies، پاک فوج اور رینجرز نے دہشت گردوں کے خلاف action شروع کیا ہے اسے پایہ تکمیل تک پہنچنا چاہئے اور پنجاب حکومت کو بھی سوچنا چاہئے۔

جناب سپیکر: مہربانی، تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ سرکاری کارروائی نہیں کرنے دیں گے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ سارے معاملات تب ہوتے ہیں جب میں پوائنٹ آف آرڈر مانگتا ہوں ورنہ کل کا بھی ریکارڈ نکال لیں آپ نے ایک ممبر کو پندرہ منٹ میں تین پوائنٹ آف آرڈر دیئے۔ میں نے کبھی آپ سے یہ نہیں کہا اور کوئی شکوہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر ہونا چاہئے اگر آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر کریں گے تو پھر آپ کو موقع نہیں دوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! Discretion آجاتی ہے کل کا ریکارڈ نکال لیں آپ نے تین پوائنٹ آف آرڈر دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ میری اتھارٹی کو challenge کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کی اتھارٹی کو کون challenge کرتا ہے؟

جناب سپیکر: جو میری اتھارٹی کو challenge کرتا ہے اس کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہئے آپ کیا بات کرتے ہیں؟ عجیب تماشا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کے پاس سارے قوانین میرے لئے ہی ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے پوائنٹ آف آرڈر نہیں دینا، بڑی مہربانی۔ جی رانا ارشد!

بحث

پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی لاہور کی سالانہ رپورٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج پی ایچ اے پر بحث کرنے کا آپ نے مجھے موقع دیا ہے اس پر میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ میں انتہائی ادب سے یہ عرض کرتا ہوں کہ آج الحمد للہ لاہور اتنا خوبصورت ہو گیا ہے کہ پوری دنیا سے لوگ لاہور کو دیکھنے کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ ایک وہ دور تھا جب مغلیہ دور کی بنی ہوئی تاریخی عمارات کو دیکھنے کے لئے لوگ آتے تھے لیکن آج لاہور شہر کو لوگ دیکھنے آتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی supervision میں پی ایچ اے اتھارٹی لاہور نے جو دن رات کام کیا ہے اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے۔ ٹھوکر نیاز بیگ سے لے کر جلو پارک تک نہر کے کنارے لاہور کی خوبصورتی آپ کو عملی طور پر نظر آئے گی۔ پی ایچ اے اتھارٹی نے لاہور کو خوبصورت بنانے کے لئے across the board کام کیا ہے۔ اگر آپ شمالی لاہور جائیں گے تو آپ کو گجر پورہ، مصری شاہ اور شاد باغ نظر آئیں گے۔ ان علاقوں میں آپ کو رنگ برنگے اور خوبصورت پھول نظر آئیں گے۔ موجودہ حکومت پنجاب نے صرف مال روڈ یا جیل روڈ کو خوبصورت نہیں بنایا، صرف مال روڈ یا جیل روڈ پر خوبصورت پودے نہیں لگائے جاتے بلکہ الحمد للہ پورے لاہور کے اندر یہ پودے لگانے اور صفائی کا کام ہو رہا ہے۔ پی ایچ اے لاہور کے ملازمین اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر دن رات محنت سے کام کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ پی ایچ اے کے infrastructure کو پنجاب کے تمام بڑے اضلاع تک پھیلایا جائے گا۔ لاہور شہر میں صرف چھوٹے پودے نہیں بلکہ بڑے پودے بھی لگائے جاتے ہیں۔ جہاں پر کٹائی ہوتی ہے اگر سو درخت کاٹے جاتے ہیں تو وہاں پر الحمد للہ پانچ سو نئے درخت لگائے جاتے ہیں۔ درختوں کی وجہ سے خوبصورتی میں اضافہ ہوتا ہے اور آب و ہوا بہتر ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ پی ایچ اے کی بہتری کے لئے کچھ تجاویز بھی دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ لاہور کی طرز پر صوبہ پنجاب کے تمام بڑے اضلاع مثلاً رحیم یار خان، ڈیرہ غازی خان،

سرگودھا، فیصل آباد، شیخوپورہ اور گجرات میں بھی اصل ورثہ اور ثقافت کو بحال کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج الحمدللہ پورا پنجاب ڈسٹرکٹ وار ترقیاتی کاموں میں بہت آگے ہے۔

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ آنے والے بجٹ میں ہمیں اس حوالے سے زیادہ سے زیادہ رقم مختص کرنی چاہئے تاکہ پنجاب کے ہر ضلع کو لاہور کی طرح خوبصورت بنایا جاسکے۔ آج اگر آپ شالامار باغ، جی ٹی روڈ اور لاہور کے باقی حصوں کو دیکھیں تو ان کی خوبصورتی حکومت پنجاب اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی دن رات کی محنت کی عملی طور پر عکاسی کرتی ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت ایک بجے تک بڑھایا جاتا ہے۔ آپ گھبرائیں نہ میں نے ہاؤس کا وقت ایک بجے تک بڑھا دیا ہے اس لئے آپ کو بات کرنے کا موقع ملے گا۔ جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج پی ایچ اے کی رپورٹ lay ہوئی ہے۔ ہمارا یہ طریق کار ہے کہ جب کوئی اچھا کام ہوتا ہے تو اس کو appreciate کرتے ہیں اور جہاں کوئی خرابی ہوگی تو اس کی نشاندہی بھی کریں گے۔ میں پی ایچ اے لاہور کی کارکردگی کو قابل تحسین قرار دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاباش۔ یہ بات آپ اپنے ساتھ والوں کو بھی بتائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! لاہور کی مرکزی سڑکوں پر چلتے ہوئے خوشی ہوتی ہے کیونکہ پی ایچ اے نے شہر کو بہت خوبصورت بنایا ہے۔ میں قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس حوالے سے بہت تفصیل کے ساتھ نئی اور اچھی اچھی تجاویز دی ہیں۔ میں ان ساری تجاویز کو second کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ چھوٹے علاقوں یعنی اندرون شہر کے اندر جو کچی آبادیاں ہیں وہاں پر بھی اس کلچر کو پروموٹ کرنے کے لئے پی ایچ اے کو کوئی نہ کوئی منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔ ان علاقوں کے اندر پی ایچ اے خود آگے بڑھ کر کام کرے، وہاں پر گملا کلچر متعارف کروائے اور ایسے پودے لگائے جائیں جو کہ دو دو یا ایک ایک مرلہ کے گھروں کے اندر پنپ سکتے ہیں اور ماحول کو صاف رکھنے میں اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ پی ایچ اے کو اس بارے میں بھی سوچ بچار اور منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں ریلوے ٹرین کے ذریعے بہت زیادہ سفر کرتا ہوں۔ پنجاب کے بڑے بڑے قصبوں میں ریلوے لائن کے ساتھ filth depot بنے ہوتے ہیں۔ سیوریج کا گندا پانی کھڑا ہوتا

ہے، شاپر اور گندگی کے ڈھیر لگے ہوتے ہیں اور ان کو دیکھ کر طبیعت کافی خراب ہوتی ہے۔حکومت پنجاب ان گندگی کے ڈھیروں کو ختم کرنے کے لئے بھی کوئی منصوبہ بندی کرے۔ہر قصبے کے ساتھ لوکل گورنمنٹ کے ادارے موجود ہوتے ہیں تو اس کا ایک سروے کروایا جائے، ان گندگی کے ڈھیروں کو ختم کیا جائے اور اس ماحول کو بھی بہتر بنایا جائے۔اس سے پنجاب حکومت کی مزید نیک نامی ہوگی۔مجھے خوشی ہے کہ الحمدللہ بہاولپور میں بھی پی ایچ اے اتھارٹی قائم کی گئی ہے اور میرے بھائی شعیب احمد اویسی صاحب اس کے چیئرمین ہیں۔

جناب سپیکر! پچھلے ایک ڈیرھ سال کے مختصر عرصہ میں انہوں نے جو کام کیا ہے اس کی reflection شہر کے اندر نظر آتی ہے۔بہاولپور کے لئے اس حوالے سے funding بہت کم ہے اس لئے میں حکومت پنجاب سے گزارش کروں گا کہ آئندہ بجٹ کے اندر اس مد میں زیادہ فنڈز مختص کئے جائیں۔میں آپ کی اجازت سے یہ بات بھی کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور کے اندر بہت زیادہ ترقیاتی کام ہوتے ہیں، انڈر پاس اور اوور ہیڈ برج بنتے ہیں۔بہاولپور میں بھی ٹریفک کے کافی مسائل ہیں اور وہاں پر ایک رنگ روڈ بنانے کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے تو میری التماس ہے کہ آئندہ بجٹ میں اس کے لئے full funding کی جائے۔ہم بار بار مطالبہ کرتے ہیں کہ بہاول وکٹوریہ ہسپتال کے سامنے میڈیسن مارکیٹ ہے جب مریضوں کے لواحقین وہاں سے کراس کرتے ہیں تو fatal accidents ہوتے ہیں۔اب وہاں پر ٹریفک بہت زیادہ ہو گئی ہے اس لئے وہاں پر اوور ہیڈ برج یا انڈر پاس بنایا جائے۔میں بار بار التماس کرتا رہتا ہوں تو اس بجٹ میں ہمیں یہ انڈر پاس دیا جائے اور اس کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔

جناب سپیکر! چونکہ اب نیا بجٹ آنے والا ہے تو میں یہ التماس کرتا ہوں کہ بہاولپور پی ایچ اے کے بجٹ میں اضافہ کیا جائے اور جس طرح میاں محمود الرشید نے کہا ہے کہ پی ایچ اے لاہور کے ترقیاتی بجٹ میں خاطر خواہ اضافہ کیا جائے تو میں بھی اس کے لئے گزارش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا، بات تو اس سے ہٹ کر ہے کہ ماہ اپریل 2012 کو آپ کی سربراہی میں پنجاب اسمبلی کی فنانس کمیٹی نے اسمبلی کے ملازمین کے لئے یوٹیلٹی بلز، ان کے گریڈز اور ان کی کارکردگی کے حوالے سے قانون سازی الاؤنس وغیرہ میں اضافہ کے حوالے سے میٹنگ کی تھی اور فیصلہ کیا تھا۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کا حق بھی ان کو دیا جانا چاہئے۔اسمبلی کے ملازمین دن رات کافی محنت کرتے ہیں۔اس سے حکومت کی نیک نامی اور اسمبلی ملازمین کی حوصلہ افزائی ہوگی۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین! آپ کو پتا نہیں ہے۔ میں اُن کو شاباش دے رہا ہوں جن کو پتا ہے کہ میں کس کو شاباش دے رہا ہوں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ زیرو آر کو اس لئے add کیا گیا تھا کہ معزز ممبران floor پر کچھ alarming issues لے کر آئیں اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ (a)84 کی ترمیم کیوں اور کس کے لئے کی گئی تھی لیکن rules میں جو تبدیلی آئی اور زیرو آر کو add کیا گیا اور اُس کے اندر اب تک میں نے جو بھی معاملات اُٹھائے ہیں وہ اُسی طرح pending چلے آرہے ہیں۔ اب یا تو زیرو آر کو بھی deduct کر دیا جائے یا پھر زیرو آر کو زیرو آر سمجھا جائے۔

جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی آپ سے گزارش کی تھی کہ جب میں بات کرتا ہوں تو مجھے بات نہیں کرنے دی جاتی۔ کل میں نے آپ سے ایک بات شروع کی کہ Indian Policies کے تحت ہمیں اس وقت ایگریکلچر میں crisis ہیں۔ آپ نے کل کسی بیوٹی پارلر کے function میں جانا تھا مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ کا اُدھر جانا ضروری ہے تو میں نے یہ بات اس لئے کرنا چاہی تھی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: خدا کی قسم، بڑا حوصلہ ہے ہماری بھابی کا!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہم نے India کو ایک relief دیا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کام نہیں کرنے دیں گے، میں اب آگے نہ بڑھوں؟ آپ نے زیرو آر کے بارے میں بات کر لی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم اسمبلی کے معاملات کو بہتر سے بہتر کر سکیں۔ زیرو آر کو اگر آپ زیرو آر سمجھ لیں تو بہتری ہو گی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ وزیر قانون اور قائد حزب اختلاف سے بھی پتا کر لیں کہ کیا طریقہ ہو سکتا ہے اُس میں آپ کوئی change بھی لا سکتے ہیں یا نہیں لا سکتے؟ جی، جناب محمد وحید گل!

جناب محمد وحید گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اپنی گفتگو کا آغاز اللہ کریم کے نام کے ساتھ کرتا ہوں۔ پی ایچ اے کی جو رپورٹ ایوان میں پیش کی گئی ہے اور میں قائد حزب اختلاف کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ پی ایچ اے نے جو کام کیا ہے انہوں نے بھی اس کو سراہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ لاہور کو اس قدر خوبصورت بنا دیا گیا ہے کہ پچھلے دنوں امریکہ سے ہمارے کچھ مہمان آئے جو خاص طور پر ہارٹیکلچر کے expert تھے انہوں نے کہا کہ یہاں پر پھول اور درخت جس ترتیب سے لگائے گئے ہیں یہ

کام کوئی ماہر بندہ ہی کر سکتا ہے یعنی اللہ کے فضل و کرم سے پوری دنیا سے آنے والے لوگ پی ایچ اے کی کارکردگی کو سراہتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ابھی یہاں پر بات ہوئی کہ سول سوسائٹی والے کہیں پر سٹے آرڈر لے آتے ہیں کہ جی یہاں سے درخت کاٹے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے کام تعطل کا شکار ہو جاتا ہے حالانکہ حکومت پنجاب کی پالیسی ہے کہ ایک درخت کے بدلے میں کئی سو درخت لگائے جائیں اور یہ درخت لاہور کے اندر اس وقت لگ رہے ہیں۔ ٹھوکر سے لے کر جلو موڑ تک قومی تہواروں کے موقع پر نہر کو سجایا جاتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ لاہور سے گزرنے والی نہر لاہوریوں کا ایک بہت بڑا مشغلہ بن گیا ہے۔ خواتین اور بچے شدید گرمی میں نہر پر نہانے کے لئے آتے ہیں۔ کئی بار دفعہ 144 لگائی گئی لیکن اس سے کام چل نہیں رہا۔ اس نہر کے اوپر حادثات ہو رہے ہیں تو میری ایک تجویز ہے کہ ٹھوکر نیاز بیگ سے لے کر جلو موڑ تک نہر کو پی ایچ اے کو دے دیا جائے وہ اس کو مزید خوبصورت کرے بلکہ جگہ جگہ پر نہانے کے لئے بھی اہتمام کیا جائے جہاں پر Quick Force موجود ہو کہ خدانخواستہ اگر کوئی حادثہ ہو جائے تو اُس کو کنٹرول کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں یہ تجویز بھی پیش کروں گا کہ درخت اور پھولوں کو کاٹنے کے حوالے سے یقیناً قانون تو موجود ہو گا لیکن آج اس قانون پر عملدرآمد کرانے کی ضرورت ہے۔ میں ڈی جی، پی ایچ اے اور اُن کی ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے میٹرو بس کے رُوٹ کے نیچے بھی شاندار پھول اور پودے لگائے۔۔۔

(اذانِ جمعۃ المبارک)

جناب سپیکر! یہاں پر رائیونڈ کا ذکر کیا گیا تو کیا ہی اچھا ہوتا کہ فیروزپور روڈ کو بھی دیکھ لیا جاتا کہ وہاں پر پی ایچ اے کس طرح سے کام کر رہا ہے، کیا ہی اچھا ہوتا اگر لٹن روڈ کو بھی دیکھ لیا جاتا، کیا ہی اچھا ہوتا اگر ٹھوکر سے لے کر جلو موڑ تک نہر کو بھی دیکھ لیا جاتا کہ پی ایچ اے کس طرح سے کام کر رہا ہے۔ پی ایچ اے صرف کیاریاں نہیں بنا رہا بلکہ اس وقت پورے لاہور کے اندر modernize طریقے سے پارکس اور لوئر پارکس بنا رہا ہے تو میں آخر میں ایک تجویز پیش کروں گا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ قائد حزب اختلاف اور وزیر قانون لاہور کی خوبصورتی بڑھانے کے لئے درخت لگائیں اور پورے پاکستان میں یہ message جائے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، گل صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ جی، محترمہ سعدیہ سہیل رانا!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اس پر کوئی لمبی چوڑی بات نہیں کرنا چاہتی صرف ایک دو چیزوں کی نشاندہی کرنا چاہتی ہوں تاکہ بہتری آ سکے۔ جب اچھا کام ہو رہا ہو تو چیزیں خوبصورت لگتی ہیں۔ یہ ہمارا ملک اور ہمارا صوبہ ہے ہم نے اس کو مل کر خوبصورت بنانا ہے لیکن صرف مین روڈز پر focus نہیں ہونا چاہئے۔ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن میرے سامنے بیٹھے ہیں ان کے حلقے میں چمڑا منڈی اور اس طرح کے اور بھی بہت سارے علاقے ہیں وہاں پر بہت بدبودار علاقہ ہے۔ وہاں رہنے والے لوگوں کو بھی پھولوں، درختوں اور پھلوں کی ضرورت ہے۔ اندرونِ شہر میں حالات بے حد خراب ہیں اور کئی ایسے علاقے ہیں جو کلی طور پر neglected ہیں۔ پی ایچ اے میں کرپشن بھی بہت زیادہ ہے میں آپ کو بتاتی ہوں کہ آپ پھولوں کے دیسی بیج حاصل کر سکتے ہیں۔ اس وقت 150 روپے فی درجن باہر سے بیج منگوائے جا رہے ہیں جو بہت مہنگے پڑتے ہیں۔ آپ باہر سے ولائتی چیزیں منگوا کر لگا رہے ہیں جس سے حکومت پر financial burden بڑھتا ہے۔ ہمارے نبی پاک رسول کریم کا بھی شیوہ تھا کہ جب آپ کوئی پھل کھاتے تھے تو اُس کا بیج زمین میں بو دیتے تھے تاکہ پھلوں کے درختوں میں اضافہ ہو سکے اگر کسی درخت کے نیچے جو بھوکا بچہ سویا ہوتا ہے اُس کا بھی پیٹ بھرے تو صرف خوبصورتی بنانے سے کام نہیں چلے گا بلکہ بھوکے لوگوں کے پیٹ بھی بھرنے چاہئیں۔ آپ کو ہر کام یہ سوچ کر کرنا چاہئے کہ اس کے اثرات صرف دکھاوا نہ ہوں بلکہ اس کے دُوررس نتائج ہوں۔ سڑکوں کو خوبصورت بنائیں لیکن اُن غریب علاقوں کو بھی پیش نظر رکھیں جہاں گھاس نام کی بھی کوئی چیز نہیں ہے اُنہیں بھی خوبصورت بنائیں، اُن کی گندگی بھی دُور کریں اور اُنہیں بھی پینے کا صاف پانی میسر ہو۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب محمد توفیق بٹ! آپ دو منٹ میں بات کر لیں۔ اس سے زیادہ وقت نہیں ہے کیونکہ آج جمعۃ المبارک ہے۔

جناب محمد توفیق بٹ: جناب سپیکر! آج پی ایچ اے کی ماشاء اللہ ساری اپوزیشن ہی تعریف کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: اچھی بات کی تعریف کرنے میں کوئی برائی نہیں ہے۔

جناب محمد توفیق بٹ: جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی بھی ایک اتھارٹی ہے۔ یہ ہر دفعہ کہتے اور ہم سنتے تھے کہ اتھارٹیاں بنانے کی کیا ضرورت ہے تو یہ بھی ایک اتھارٹی ہے۔ میری

تجویز یہ ہے کہ پی ایچ اے کے لئے ڈویلپمنٹ کے بجٹ کو اس طرح بڑھایا جا سکتا ہے کہ ایک فیصد کی بجائے دو فیصد کیا جائے تاکہ زیادہ کام ہو سکے جس طرح پورے پنجاب میں سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کمپنیاں بنی ہیں اُس کے ساتھ اِس کا الحاق کیا جائے اور پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کو پورے پنجاب میں فنڈز دیئے جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہوں گا کہ گوجرانوالہ میں بھی زیادہ فنڈز دیئے جائیں۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ شکریہ، مہربانی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اب اجلاس سوموار مورخہ 23۔ مئی 2016 دوپہر 2:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔